بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

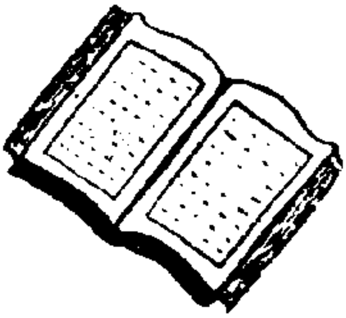

جمال و حسنِ قرآں نورِ جانِ ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

فروری ۱۹۷۲ء

الفرقان

یعنی

"مذاہبِ عالم پر نظر"

سالانہ اشتراک

پاکستان — سات روپے
بیرونی ممالک بحری ڈاک — ۱ پونڈ
بیرونی ممالک ہوائی ڈاک — ۲ پونڈ
ایک نسخہ کی قیمت : ساٹھ پیسے

مدیر مسئول
ابوالعطاء جالندھری

اشاعت قرآن اور پیغام حق دنیا کے کناروں تک

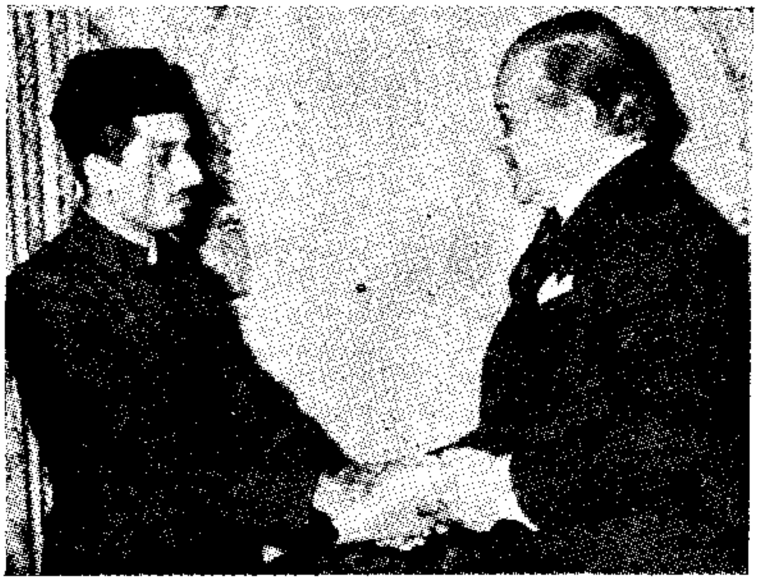

مبلغ اسلام مکرم مولوی عطاء المجیب صاحب راشد ایم۔اے
نائب امام مسجد لندن محترم جناب جنرل محمد یوسف صاحب
پاکستان ہائی کمشنر برائے انگلستان کو
قرآن مجید مترجم پیش کررہے ہیں

مبلغ اسلام مکرم قریشی محمد اسلم صاحب شاہد
انچارج مبلغ ماریشیس گیمبیا کے وزیر آنریبل
گاربا جوھیمیا کو اسلامی لٹریچر پیش
کر رہے ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جلد ۲۲ شمارہ ۲	الفرقان فروری ۱۹۷۲ء	ذوالحجہ ۱۳۹۱ و المحرم ۱۳۹۲ صلح ۱۳۵۱ ہجری شمسی

الفہرست

• حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فارسی کلام کا منظوم اُردو ترجمہ ۔ ص۱

• وَیَتْلُوْہُ شَاھِدٌ مِّنْہُ کا مصداق (خصوصی مقالہ) ص۲

• "تحدیثِ نعمت" کا حرفِ اوّل ص ب

• مسیحیوں کی دعوتِ مناظرات منظور ہے ص ج

• البیان ۔ سورۃ المائدہ ع۱۵ کا ترجمہ و تفسیر ص۹

• شذرات ص۱۳

• حاصلِ مطالعہ ص۱۷

• آبشاروں کا ترنم تری آواز کی لَے (نظم) ص۲۲

• جان و مال و آبرو حاضر ہیں تیری راہ میں (نظم) ״

• لیحیٰی پاکستان (عربی نظم) ص۲۳

• انہیں ان کی حیاتِ نَو میں شادمانی دے (نظم) ص۲۴

• میدانِ تبلیغ میں میرے چند سال ص۲۵

• واقعۂ صلیب کی حقیقت ص۲۸

• کیا حضرت مسیح کشمیر میں وارد ہوئے؟ ص۳۳

• ایک اہم سوال پر مشتمل مکتوب ص۴۴

(اس کے جواب میں مقالہ خصوصی ص۲ پر ملاحظہ فرمائیے!)

• مناجات (نظم) ص۴۵

○

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے

فارسی کلام کا اُردو منظوم ترجمہ

(محترم جناب چودھری شبیر احمد صاحب بی اے)

ع اے دل تو نیز خاطرِ اینان نگاہ دار

لازم ہے پاس اُن کا بھی اے دل تجھے سدا
دعویٰ ہے جن کو عشقِ شہِ دو جہانؐ کا
تکفیر کے خیال کا دل میں ہو کیوں گزر
اُس کو تو ہے خمارِ عنایاتِ دلربا
اللہ کے بعد عشقِ محمدؐ کا ہے نشہ
گر کفر ہے یہی تو میں کافر ہوں برملا
رگ رگ میں میری عشقِ محمدؐ ہے رچ گیا
دل میں نہیں ہے کچھ بھی غمِ یار کے سوا
حق کا ہوں اِک چراغ میں درگاہِ پاک میں
محفوظ آندھیوں سے ہے رکھتا جسے خدا
جب آسمان میری صداقت پہ ہے گواہ
تکذیبِ اہلِ ارض کا پھر مجھ کو غم ہو کیا؟
اُس آگ کے لئے ہوں میں کوثر کی ایک نہر
رُوئے زمیں کو جس نے جلا کے ہے رکھ دیا

قربان بہرِ دینِ محمدؐ ہو میری جاں
اب آرزو یہی ہے یہی دل کا مدّعا

○

خصوصی مقالہ

وَيَتْلُوهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ کا مصداق

غافلاں من زیار آمدہ ام
ہمچو بادِ بہار آمدہ ام
ایں زمانم زمانۂ گلزار
موسم لالہ زار و وقتِ بہار ——— (المسیح الموعودؑ)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ ۖ قُلْ فَأْتُوا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهِ مُفْتَرَيَاتٍ
وَادْعُوا مَنِ اسْتَطَعْتُم مِّن دُونِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ○
فَإِلَّمْ يَسْتَجِيبُوا لَكُمْ فَاعْلَمُوا أَنَّمَا أُنزِلَ بِعِلْمِ اللَّهِ وَأَن
لَّا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ فَهَلْ أَنتُم مُّسْلِمُونَ ○ مَن كَانَ يُرِيدُ الْحَيَاةَ
الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا نُوَفِّ إِلَيْهِمْ أَعْمَالَهُمْ فِيهَا وَهُمْ فِيهَا لَا
يُبْخَسُونَ ○ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ إِلَّا النَّارُ ۖ
وَحَبِطَ مَا صَنَعُوا فِيهَا وَبَاطِلٌ مَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ○ أَفَمَن كَانَ
عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّهِ وَيَتْلُوهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ وَمِن قَبْلِهِ كِتَابُ مُوسَىٰ
إِمَامًا وَرَحْمَةً ۚ أُولَٰئِكَ يُؤْمِنُونَ بِهِ ۚ وَمَن يَكْفُرْ بِهِ مِنَ الْأَحْزَابِ
فَالنَّارُ مَوْعِدُهُ ۚ فَلَا تَكُ فِي مِرْيَةٍ مِّنْهُ ۚ إِنَّهُ الْحَقُّ مِن رَّبِّكَ
وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُونَ ○ (سورۃ ہود ع ۲)

ترجمہ۔ کیا یہ منکرینِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں کہ اس رسول نے قرآن کریم کو از خود بنا لیا ہے؟ اے رسول! تو ان سے کہہ دے کہ تم اس کی مانند دس خود ساختہ سورتیں بنا کر پیش کرو اور اللہ کے سوا جن مددگاروں کو بلا سکیں بلا لیں اگر تم سچے ہو۔ اگر یہ لوگ تمہاری اس دعوت کو قبول نہ کر سکیں تو تمہیں جان لینا چاہیئے کہ یہ قرآن علمِ الٰہی پر مشتمل امور پر نازل کیا گیا ہے اور یہ کہ اللہ کے سوا کوئی اور

معبود نہیں پس کیا تم مسلمان بننے کے لئے تیار ہو؟ جو لوگ اس ورلی زندگی اور اس کی زینتوں کو چاہتے ہیں ہم اس زندگی کے بارے میں ان کے اعمال اور کوششوں کا انہیں پورا بدلہ دیں گے اور اس بارے میں انہیں کوئی نقصان نہ پہنچایا جائے گا۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے آخرت میں سوائے جہنم کے کچھ نہ ہوگا۔ انہوں نے اس کے بارے میں جو کچھ کیا ہے وہ سب ضائع ہو گیا اور اب بھی جو کر رہے ہیں اکارت جائے گا۔ کیا وہ شخص جو اپنے رب کی طرف سے بیّنہ اور بُرہان پر قائم ہے اور اس کے پیچھے ایسا عظیم گواہ آنے والا ہے جو اس کے رب کی طرف سے کھڑا ہوگا۔ اور پھر اس شخص سے پہلے موسیٰ کی کتاب بطور امام اور رحمت ہو یہ لوگ تو اس بیّنہ پر ایمان لاتے ہیں۔ اور دیگر جماعتوں میں سے جو جو اس کا انکار کریں گے ان میں سے ہر ایک کے وعدہ کی جگہ آگ ہوگی تو اس بارے میں کسی شک میں نہ پڑ۔ یہ تیرے رب کی طرف سے حق ہے لیکن لوگوں کی اکثریت ابھی ایمان نہیں لاتی۔"

ہم نے اس جگہ سورہ ہود کے رکوع دوم کی پانچ آیات اور ان کا ترجمہ ذکر کیا ہے تاکہ قارئین کرام کو سیاق وسباق کے لحاظ سے بھی وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ کے مصداق کے متعیّن کرنے میں سہولت حاصل ہو۔

پہلی دو آیات میں بیان ہوا ہے کہ لوگ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلاتے ہیں اور آپؐ کو مفتری قرار دیتے ہیں اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی صداقت کے لئے یہ چیلنج دیا کہ تم سارے مل کر قرآن کی دس سورتیں بنا کر دکھاؤ لیکن تم ایسا ہرگز نہ کر سکو گے اور یہ دلیل ہوگی کہ قرآن کا نزول علم الٰہی سے ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ واحد لاشریک لہٗ ہے پس تم کو بھی مسلمان بن جانا چاہیئے۔ دوسری دو آیات کا مضمون یہ ہے کہ منکرین اسلئے مسلمان نہیں بنتے کہ دنیا اور دنیا کی زینت ہی ان کا مطمح نظر ہے۔ ان کی ساری کوششیں اسی کے لئے ہیں اسلئے وہ مستحق عذاب ٹھہریں گے۔

ان چار آیات کے بعد پانچویں آیت میں فرمایا ہے اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت تو ہر زمانے کے لحاظ سے روز روشن کی طرح ثابت ہے۔ **زمانہ حاضر** میں اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ آپ خود بیّنات ونشانات سماوی پیش کرتے ہیں معقولی اور منقولی دلائل آپ کی تائید میں ہیں۔ **زمانہ ماضی** کے لحاظ سے موسیٰ علیہ السلام کی کتاب اپنی پیشگوئیوں کے اعتبار سے لوگوں کے لئے آپؐ کی صداقت کو واضح کرنے میں رہنما ہے اور موجب رحمت ہے۔ **زمانہ مستقبل** کے لحاظ سے آپؐ کی سچائی اس طرح نمایاں ہوگی ویتلوہ شاهدٌ منہ کہ آپؐ کی طرف سے یا آپؐ کے فیوض سے فیض یافتہ ہو کر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک عظیم گواہ آئے

کی پیروی میں کھڑا ہوگا۔
گویا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت تمام زمانوں میں ثابت ہے۔ ماضی میں تورات کی پیشگوئیاں حاضر میں خود حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے بیّنات اور مستقبل میں عظیم شاہد کی شہادات اس صداقت پر ناطق برہان ہیں۔

آج کا یہ مقالہ اسی آخری آیت کی تفسیر اور اس میں سے بھی وَ یَتْلُوْہُ شَاھِدٌ مِّنْہُ کی تعیین کے لئے خاص ہے۔ اس آیت کے سلسلہ میں علامہ امام فخر الدین رازیؒ اپنی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں:-

واعلم ان اوّل ھٰذہ الآیۃ مشتمل علیٰ الفاظ اربعۃ کلّ واحد مجمل فالاوّل ان ھٰذا الّذی وصفہ اللّٰہ تعالیٰ بانّہ علیٰ بیّنۃ من ربّہ مَنْ ھُوَ؟ والثانی انّہ ماالمراد بھٰذہ البیّنۃ؟ والثالث انّ المراد بقولہ یتلوہ القرآن او کونہ حاصلاً عقیب غیرہ والرابع انّ ھٰذا الشاھد ماھو؟ فھٰذہ الالفاظ الاربعۃ مجملۃ فلھٰذا کثر اختلاف المفسّرین فی ھٰذہ الآیۃ۔ (التفسیر الکبیر للرازی الجزء ۱۷ صفحہ ۲۰۱)

ترجمہ: یاد رہے کہ اس آیت کا پہلا حصہ چار ایسے الفاظ پر مشتمل ہے جن میں سے ہر لفظ مجمل اور تشریح طلب ہے۔ پہلا یہ کہ جسے اللہ تعالیٰ نے بیّنہ پر قرار دیا ہے وہ کون ہے؟ دوسرا یہ کہ بیّنہ سے کیا مراد ہے؟ تیسرا یہ کہ ارشادِ خدا یتلوہ سے مراد تلاوت (قرآن) ہے یا کسی دوسرے کے پیچھے آنا ہے؟ چوتھا یہ کہ شاھدٌ منہ کون ہے؟ یہ چاروں الفاظ اپنے اندر اجمال رکھتے ہیں اسی لئے اس آیت کی تفسیر میں مفسّرین کا بہت اختلاف ہوا ہے۔"

أَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ!

سورہ ہود کی آیات مندرجہ بالا کا سیاق و سباق صاف بتا رہا ہے کہ یہ صاحبِ بیّنہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ انہی کی صداقت کو منکرین پر ثابت کیا جا رہا ہے۔ پھر قرآن مجید کی دوسری آیات پر تدبّر کرنے سے بھی واضح ہو جاتا ہے کہ علیٰ بیّنۃ من ربّہ کا دعویٰ مخالفین کے مقابل پر انبیاء ہی کرتے آئے ہیں۔ حضرت موسیٰؑ نے فرعونیوں سے کہا قَدْ جِئْتُكُمْ بِبَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ (الاعراف ع ۱۳) حضرت نوحؑ نے اپنی قوم سے فرمایا قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ (ہود ع ۳) حضرت صالحؑ نے بھی یہی فرمایا قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ (ہود ع ۶) حضرت شعیبؑ کے ذکر پر اللہ تعالےٰ

فرماتا ہے قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ (ہود ع)

پس اسلوبِ قرآن بتا رہا ہے کہ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ کا اعلان نبیوں کی زبانی ہوتا آیا ہے اسلئے آیت اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ میں اصل مراد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔

قرآن مجید نے صریح طور پر خود لسانِ مبارک نبوی سے کہلوایا ہے قُلْ اِنِّيْ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَكَذَّبْتُمْ بِهٖ ؕ مَا عِنْدِيْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ يَقُصُّ الْحَقَّ وَهُوَ خَيْرُ الْفٰصِلِيْنَ ○ (الانعام ع) کہ اے لوگو! میں اپنے رب کی طرف سے بیّنہ پر قائم ہوں اور تم اس کی تکذیب کر رہے ہو جس عذاب کے لئے تم جلدی کر رہے ہو وہ میرے پاس نہیں ہے۔ فیصلے کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔ وہ حق کو بیان کرتا ہے وہ بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔"

اس آیت سے بالکل متعین ہو جاتا ہے کہ اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ سے مراد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ پس مفسرین میں سے جنہوں نے اس سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو مراد لیا ہے انہی کا قول راجح ہے۔ جبریل یا عبد اللہ بن سلام کو اس سے مراد لینا درست معلوم نہیں ہوتا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

بَيِّنَة سے کیا مراد ہے؟

امام رازیؒ نے بیّنۃ سے مراد البیان، البرھان اور القرآن کو قرار دیا ہے۔ امام بیضاویؒ نے "البیّنۃ ھو القرآن" نقل کیا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ انبیاء کو جو بیّنات دیئے جاتے ہیں وہ آسمانی نشانوں، واضح دلائلِ صداقت اور عقلی براہین پر مشتمل ہوتے ہیں جن سے ان نبیوں کا حق پر ہونا آفتاب نصف النہار کی طرح عیاں ہو جاتا ہے۔ ہمارے سیّد و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو بیّنات دیئے گئے وہ سب نبیوں سے بڑھ کر اور سب سے جامع تر تھے۔ اسی لئے عَلٰى بَيِّنَةٍ میں نکرہ تفخیمِ شان کے لئے ہے۔ سارے ہی نشانات اس میں شامل ہیں۔ خود قرآن مجید ایک زندہ و تابندہ ابدی معجزہ ہے۔

يَتْلُوْهُ کے معنے!

مفسرین نے يَتْلُوْهُ کے دو معنے کئے ہیں (۱) تابع ہونا اور پیچھے آنا۔ (۲) تلاوت کرنا۔ یہ بات امام رازیؒ کے مذکورہ بالا اقتباس سے بھی ظاہر ہے۔ امام البیضاوی نے بھی دونوں معنے کئے ہیں۔ اتّباع والے معنوں پر لکھتے ہیں: "یتلوہ بمعنی تَبِعَہٗ ای یتبع مَن کان علی بیّنۃ (البیضاوی تفسیر سورہ ہود) کہ یتلوہ کے معنے ہوں گے وہ (شاہد) اسکی پیروی میں آئے گا جو بیّنہ پر قائم ہے۔

ہم اُوپر ذکر کر آئے ہیں کہ اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں قرآنی آیات سے اسی تعیین کی تائید ہوتی ہے۔ اس کی روشنی میں یتلوہ کے معنے یہ ہوں گے کہ آنے والا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہوگا اور آپؐ کا پیروکار ہوگا۔ ان معنوں کی بھرپور تائید دیگر آیاتِ قرآنیہ سے ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آیت وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا (الاحزاب ع ۶) میں آفتابِ حقیقت قرار دیا ہے اور پھر دوسری جگہ فرمایا ہے وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا وَالْقَمَرِ إِذَا تَلٰهَا (الشمس ع ۱) ہم سورج کو گواہ کے طور پر پیش کرتے ہیں اور اس کی چاشت کو اور پھر چاند کو جبکہ وہ سورج کے پیچھے آتا ہے اور اس سے روشنی حاصل کرتا ہے۔

اس آیت سے تَلٰى يَتْلُو کے معنے واضح ہو گئے یعنی اس سے مراد پیروی کرنا، اس سے مستفید ہونا اور اس کے مقصد کو پورا کرنا ہے۔

اس وضاحت کی روشنی میں قارئین کرام آیت وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ ۝ وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ ۝ وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ ۝ (البروج) پر تدبر فرمائیں۔ اس آیت میں ایک **شاہد** (گواہی دینے والے) کا ذکر ہے اور ایک **مشہود** (جس کے لئے گواہی دی جائے گی) کا ذکر ہے۔ اس آیت میں درحقیقت آخری زمانہ میں آنے والے شاہد کا ذکر ہے۔ اور لفظ ذات البروج سے اس کے ظہور کی طرف اشارہ ہے۔

قارئین کرام! جب اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مراد ہونا ثابت ہو گیا تو آپ ہی **مشہود** ٹھہرے اور يَتْلُوْهُ کے معنے یہی ہوئے کہ آنے والا شاہد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپؐ کی پیروی میں آئے گا۔ گویا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم **آفتابِ روحانیت** ہیں اور آپؐ کی پیروی میں آنے والا اور آپؐ کے فیضان سے فیضیاب ہونے والا شاہد **ماہتابِ روحانیت** ہوگا۔

شَاهِدٌ مِّنْهُ کون ہے؟

اب اس تعیین کے لئے کہ **شاہد کون ہے** پہلے مِنْهُ کی ضمیر مجرور کے مرجع کا تعین لازمی ہے۔ یاد رہے کہ آیت کے سیاق کے لحاظ سے مفسرین نے اس ضمیر غائب کا مرجع **اوّل** اللہ تعالیٰ کو قرار دیا ہے **دوم** آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مرجع ٹھہرایا ہے۔ امام البیضاوی لکھتے ہیں: ضمير منه للرسول صلى الله عليه وسلم على الوجه الاخير وعلى الاول لله" پھر یہ وضاحت فرمائی کہ آنحضرتؐ کے مرجع ہونے کی صورت میں مِنْ **تبعیضیہ** ہوگا اور اللہ کے مرجع ہونے کی حالت میں مِنْ **ابتدائیہ** ہوگا۔ (البیضاوی تفسیر سورہ ہود) از روئے قواعد عربیہ اور آیاتِ قرآنیہ دونوں صورتیں درست ہیں۔ یعنی شَاهِدٌ مِّنْهُ کی ضمیر کا مرجع

اللہ تعالیٰ بھی ہو سکتا ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی۔ اللہ تعالیٰ کے مرجع ہونے کی صورت میں یہ طے ہو جائیگا کہ وہ شاہد اللہ کی طرف سے فرستادہ ہوگا اور اس کا شاہد ہونے کا دعویٰ از خود یا لوگوں کے کہنے سے نہ ہوگا بلکہ اللہ تعالیٰ کے امر اور حکم سے ہوگا۔ اس صورت میں ان تفسیروں کی غلطی واضح ہو جاتی ہے جن میں یہودی مومنوں یا عبداللہؓ بن سلام یا علماء یہود یا حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کو شاہد قرار دیا گیا۔ کیونکہ ان میں سے کسی کو بھی خدا نے اپنے حکم سے شاہد قرار نہیں دیا۔

مرجع کے بارے میں دوسری صورت یعنی یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مرجع قرار دیا جائے اور بھی لطیف ہے۔ اس جگہ امام رازیؒ کا یہ نکتہ نہایت قابلِ تدبر ہے۔ تحریر فرماتے ہیں :۔

"وقوله (منه) ای هٰذا الشاهد من محمّد وبعض منه والمراد منه تشريف هٰذا الشاهد بأنّه بعض من محمّد عليه السلام"

(تفسیر کبیر للرازی جلد ۷ صفحہ ۲۰۱ مطبوعہ مصر)

کہ مِنْهُ کا مرجع نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہوں تو مطلب یہ ہوگا کہ آنے والا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل اور آپؐ ہی کا حصہ ہے۔ اس لفظ سے اس شاہد کو عزت و شرف بخشا گیا ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی حصہ اور جزو ہے"

اس تفسیر کے لحاظ سے مِنْهُ کے لفظ میں بابیت و بہائیت کے بانیوں کی بھی کھلی تردید موجود ہے جو دینِ اسلام کو منسوخ قرار دیتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیوض کو بند اور ختم ٹھہراتے ہیں۔

مذکورہ بالا بیانات سے ظاہر ہے کہ شَاهِدٌ مِنْهُ کا مصداق ایک **مامورِ ربّانی** ہوگا جسے خود خدا کھڑا کرے گا اور وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے **فیوض و برکات** سے فیضیاب ہوگا اور اس امر کی شہادت دیگا۔ قرآن مجید ہمارے اس استدلال پر شاہد ناطق ہے۔ وہ فرماتا ہے :۔

قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَكَفَرْتُمْ بِهٖ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِنْ بَنِيْٓ إِسْرَآئِيْلَ عَلٰى مِثْلِهٖ فَاٰمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ (الاحقاف ع ۱)

ترجمہ۔ اے رسول! تو کہدے کہ لوگو! بتاؤ تو سہی کہ اگر یہ رسول اللہ کی طرف سے ہو اور تم اس کا انکار کر رہے ہو۔ حالانکہ بنی اسرائیل میں سے ایک عظیم شاہد (موسیٰ علیہ السلام) نے اپنے **مثیل** کی گواہی دی اور وہ ایمان بھی لائے مگر تم تکبر کر رہے ہو۔ اللہ تعالیٰ ظالموں کو کامیابی کا راستہ نہیں دکھاتا"

اب بات بالکل واضح ہوگئی کہ جس طرح بنی اسرائیل کے ایک شاہدِ عظیم نبی موسیٰؑ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی گواہی دی اور ان کی کتاب کی پیشگوئیاں امام اور رحمت ثابت ہوئیں اسی طرح آئندہ آنے والا عظیم شاہد بھی ایک فرستادۂ الٰہی ہوگا۔ ہاں وہ جو کچھ پائے گا وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیوض و برکات کا فیضان ہوگا۔

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء و پیروی سے مامورِ الٰہی کا مقام حاصل کیا اور اعلان فرمایا ؎

این چشمۂ رواں کہ بخلقِ خدا دہم
یک قطرۂ زبحرِ کمالِ محمدؐ است
این آتشم ز آتشِ مہرِ محمدی است
واین آبِ من زآبِ زلالِ محمدؐ است (درثمین فارسی)

اُردو میں فرمایا ؎

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے
اس نور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے (درثمین اُردو)

پس سورہ ہود کی سترھویں آیت کی پیشگوئی وَ يَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ کے مصداق صرف اور صرف حضرت مسیح موعود بانی سلسلہ احمدیہ میرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں و نحن علیٰ ذالک من الشاھدین۔

اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ

آیتِ زیرِ نظر میں لفظ اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ کی تفسیر میں مفسرین کے لئے بہت اُلجھن پیدا ہوئی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان میں سے عام مفسرین کسی آیت کی تفسیر کے لئے دوسری آیاتِ قرآنیہ پر غور نہیں کرتے۔ بے شک اُولٰٓئِكَ اشارہ بعید ہے اور جمع ہے لیکن اگر نفسِ آیت میں مرجع تلاش کیا جاتا تو کوئی دقت نہ تھی۔ اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ سے پہلے تین بزرگ ہستیوں کا ذکر ہے

(۱) خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم۔ جن کا ذکر فَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ میں ہوا ہے۔

(۲) حضرت موسیٰ علیہ السلام۔ جن کا ذکر وَ مِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰۤى اِمَامًا وَّ رَحْمَةً میں ہوا ہے۔

(۳) آئندہ آنے والا عظیم شاہد جس کا ذکر وَ یَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ میں کیا گیا ہے۔ ان تینوں کے ذکر کے بعد فرمایا اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ کہ یہ سب تو اس پر ایمان لاتے ہیں۔ ہاں دوسرے گروہوں میں سے جو کفر کریں گے ان کا ٹھکانا جہنم ہوگا۔

عربی زبان میں اشارہ بعید تعظیم کے اظہار کے لئے بھی ہوتا ہے خود اسی آیت کی تفسیر میں امام بیضاوی نے اس امر کا ذکر فرمایا ہے۔ آیت ذٰلِكَ الْكِتٰبُ (بقرہ) میں بھی اشارہ بعید کی ایک توجیہ مشار الیہ کی تعظیم ہی قرار دی گئی ہے۔

اس تطبیق پر شاید بعض قارئین کو حیرت ہوگی کیونکہ وہ عام تفسیروں میں اسے نہ پائیں گے مگر یہ حقیقت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خود اپنی رسالت اور کلام الٰہی پر ایمان کا ذکر اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ (بقرہ ع ۴۰) میں موجود ہے۔ حضرت موسیٰؑ کے آپؐ کی رسالت پر ایمان کا ذکر سورہ احقاف ع کی آیت وَ شَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى مِثْلِهٖ فَاٰمَنَ میں صراحت کے ساتھ کیا گیا ہے۔ آنے والے شاہد کے ایمان کا ذکر خود مِنْهُ میں بالوضاحت موجود ہے۔ پس اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ سے عام مومنوں کو مراد نہ لینے والے احباب اس عمدہ تطبیق سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو خدائی شہادتوں کو سننے، ماننے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق بخشے۔ اللّٰھم آمین +

شیعہ صاحبان اور جماعت احمدیہ کے مابین

تحریری مناظرہ مہت پور

مضامین مناظرہ

(۱) صداقت دعویٰ حضرت مسیح موعود و مہدی معہودؑ
(۲) متعۃ النساء (شیعہ)
(۳) ختم نبوت کی حقیقت
(۴) تعزیہ (شیعہ)

ملنے کا پتہ
مکتبہ الفرقان ربوہ

قیمت
دو روپے علاوہ محصولڈاک

تحدیثِ نعمت کا "حرفِ اوّل"

(از قلم حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب)

[حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کی تازہ ترین اردو تصنیف تحدیثِ نعمت گزشتہ دنوں شائع ہوئی ہے۔ اس تصنیف کے ذریعہ بہت سے ایسے حقائق منصۂ شہود پر آگئے ہیں جنہیں صرف حضرت چوہدری صاحب موصوف ہی بیان کر سکتے تھے۔ حضرت چوہدری صاحب نے جن پاکیزہ جذبات سے یہ کتاب تالیف فرمائی ہے ان کا اظہار کتاب کے حرفِ اوّل سے ہوتا ہے۔ ذیل میں "حرفِ اوّل" کو حرف بحرف درج کیا جاتا ہے ——— (ایڈیٹر)]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

حرفِ اوّل

الٰہ العالمین! مَیں تیرا نہایت عاجز اور پُر خطا بندہ ہوں۔ تو میری ہر کمزوری ہر لغزش اور تقصیر کو خوب جانتا ہے مَیں تیرے بے پایاں احسانات اور اپنی لاتعداد تقصیروں اور خطاؤں کے بوجھ کے نیچے دبا ہوا ہوں۔ تیری رحمت کی انتہا نہیں اور میری کمزوریوں کا شمار نہیں۔

ساقیا شرمندہ ام از لطفِ بے پایانِ تو
تو مرا پُر می دہی من باز خالی می دہم

تُو جانتا ہے کتنی بار مجھ سے کہا گیا کہ مَیں تیرے انعامات، تیری پردہ پوشیوں، تیری ذرّہ نوازیوں کا کچھ ذکر ضبطِ تحریر میں لے آؤں اور ہر بار میری کمزوریوں کا احساس اور یہ خوف کہ کہیں تیری نظروں میں کہیں بے جا نمائش کا مرتکب ٹھہروں میرے رستے میں روک بنتا رہا۔ تیرے فضلوں اور احسانوں کو مَیں شمار میں نہیں لا سکتا۔ تُو جانتا ہے کہ جو کچھ تیرے کرم نے مجھے بخشا وہ خالص تیری عطا ہے میرا اس میں کچھ بھی دخل نہیں۔ ذہن تُو نے عطا کیا، حافظہ تُو نے دیا، قویٰ سب تیری عنایت ہیں۔ وسائل سب تیری بخشش ہیں۔ خدمت کے موقعے تُو نے پیدا کئے۔ خدمت کی توفیق تُو نے عطا فرمائی۔ شفیق، ہمدرد، بہت محبت کرنے والے، مخلص، منکسر المزاج، تجھ پر پختہ ایمان رکھنے والے اور توکّل کرنے والے، بڑی خوبیوں والے والدین کو میری تربیت کی توفیق تُو نے عطا کی۔ ہدایت کا رستہ تُو نے دکھایا۔ مَیں پڑا ٹھوکریں کھاتے ہوئے ہی سہی لیکن تاہم چلنے اور بڑھنے کی توفیق تجھ سے پائی۔ اپنے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت تُو نے ہی دل میں ڈالی۔ ان کے غلام مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شناخت اور حضور کے دستِ مبارک پر بیعت کی سعادت تُو نے ہی نصیب کی۔ غرض تیرے فضلوں اور احسانوں کا شمار نہیں۔ تُو اپنے خاص فضل و کرم سے اس عاجز کو توفیق عطا فرما کہ تیرے فضلوں کے ذکر میں خالص تیری رضا مقصود رہے۔ تُو میرے قلم کی نگرانی فرما کہ وہ راہِ حق و انصاف پر قائم رہے اور بھٹکنے نہ پائے۔ حق کی تائید اور باطل کی تردید میں چلے۔ تیرے بندوں میں سے کسی کی دل آزاری کا موجب نہ بنے بلکہ انکی دلجوئی اور ہدایت کا باعث ہو۔ میرے ذہن کو روشن فرما اور حافظے کو تازہ کر تا کہ جو کچھ تحریر میں آئے اسکی صحت میں شک کی گنجائش نہ ہو۔ مجھے توفیق عطا فرما کہ مَیں اس کام کو جو مَیں نے تیری رضا کے حصول کی خاطر شروع کیا ہے تکمیل تک پہنچا سکوں۔ میری سعی میں برکت دے اور اسے اپنی ذرّہ نوازی سے قبول فرما۔ آمین

یا ارحم الراحمین +

محمد ظفر اللہ خان

مسیحیوں کی دعوت مناظرات منظور

ایک عیسائی گریجوایٹ کا خط اور اس کا جواب

ماڈل ٹاؤن لاہور سے ایک مسیحی مکرم حبیب مسیح صاحب بی اے نے خاکسار کے نام حسب ذیل مکتوب تحریر کیا ہے جسے ہم انہی کے الفاظ میں درج کرتے ہیں۔ لکھتے ہیں:۔

"بخدمت مولوی ابو العطاء صاحب جالندھری

ایڈیٹر ماہنامہ الفرقان ربوہ۔ سلام۔

بلاشبہ اس وقت احمدیوں میں آپ چوٹی کے عالم اور مناظر ہیں۔ غیر احمدی مسلمانوں کے چوٹی کے علماء سے آپ کے بہت مناظرے ہوئے ہیں۔ مثلاً مولوی ثناء اللہ صاحب (مرحوم) مولانا میر ابراہیم صاحب سیالکوٹی (مرحوم) مولانا محمد عمر صاحب اچھروی (مرحوم) و مولانا لال حسین صاحب اختر وغیرہم۔ اسی طرح ہم مسیحیوں کے چوٹی کے پادریوں سے بھی آپ کے خوب مناظرے ہوئے۔ مثلاً پادری ایس۔ ایم۔ پال (مرحوم) پادری برکت اللہ صاحب ایم۔ اے اور مشہور پادری عبدالحق صاحب (جنڈی گڑھ) بھارت۔

گزشتہ دنوں پادری عبدالحق صاحب سے مناظرہ کے لئے آپ کی خط وکتابت ہوتی رہی لیکن اچانک بھارت کے پاکستان پر ناپاک حملہ کی وجہ سے تمام سلسلہ خط وکتابت منقطع ہو گیا ورنہ بحث بڑی دلچسپ ثابت ہوتی۔ خیر کوئی بات نہیں۔ یا زندہ صحبت باقی۔ آئندہ کبھی موقعہ آیا تو شاید مناظرہ ہو جائے۔

سنہ ۱۹۶۲ء کا تحریری مناظرہ جو آپ کے اور پادری عبدالحق صاحب کے مابین ہوا تھا جس میں پادری عبدالحق صاحب نے دو پرچے لکھنے کے بعد مزید لکھنا بند کر دیا تھا اُس میں بھی کوئی راز تھا جسے پادری صاحب بہتر جانتے ہیں۔ میں آپ کی توجہ پاکستانی مسیحیوں میں ایک بڑی عالم و فاضل شخصیت کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ ان کا نام ہے "پروفیسر یوسف جلیل"۔ مذکورہ شخصیت گارڈن کالج راولپنڈی میں عربی کے پروفیسر ہیں۔ متعدد مذاہب اور زبانوں کے فاضل ہیں۔ اُن کی تعلیم ہے ایم۔ اے (عربی) ایم اے (اسلامیات) ایم۔ اے (فارسی) ایم۔ اے (اُردو) ایم۔ او۔ ایل (پنجاب) علاوہ ازیں مایۂ ناز علمی و تحقیقی ماہنامہ مسیحی رسالہ "المشیر" کے ایڈیٹر بھی ہیں۔

مولوی صاحب! اگر آپ میں ہمت و حوصلہ ہو اور آپ کو اپنی علمی قابلیت اجازت دے تو جناب یوسف جلیل صاحب سے مذکورہ مضامین پر مناظرہ کریں۔ مثلاً

خداوند مسیح کی صلیبی موت۔ تحریف بائیبل یا

صحتِ بائیبل۔ الوہیتِ مسیح۔ کفارہ مسیح یعنی نجات العالمین عقیدۂ تثلیث۔

جناب من ناراض نہ ہونا اور دیکھ بھال کر ہاتھ ڈالنا کہیں احمدیت کے ڈھول کا پول نہ کھل جائے۔ اور یوسف جلیل صاحب کے علم کی ڈگریاں بھی زیرِ نظر رکھیں۔ اُن کا پتہ حسبِ ذیل ہے:۔

پروفیسر یوسف جلیل ایڈیٹر ماہنامہ "المشیر"
کرسچن سٹڈی سنٹر ۱۲۸ سیف اللہ لودھی روڈ
راولپنڈی

خداوند مسیح کا ادنیٰ خادم
حبیب مسیح بی۔ اے ماڈل ٹاؤن لاہور

ہمارا جواب

تحقیقِ حق اور اعلاءِ کلمۃ اللہ کی نیت سے یہ عاجز جو اسلام و احمدیت کا ایک ادنیٰ خادم ہے مسیحی صاحبان کی اس دعوت کو قبول کرتا ہے۔ واللہ الموفق والمعین۔

پروفیسر یوسف جلیل صاحب کے مشورہ سے ہی یہ خط لکھا گیا ہوگا۔ قبولیتِ دعوت کے اس واضح اعلان کے ساتھ مجھے توقع ہے کہ پروفیسر یوسف جلیل صاحب براہِ راست بھی اپنی مرضی سے مطلع فرمائینگے۔ ہماری طرف سے حسبِ ذیل سادہ سے شرائط عرض ہیں:۔

(۱) دعوت میں مندرجہ پانچوں مضامین پر علی الترتیب مناظرات ہوں گے۔ یعنی سب سے پہلے "حضرت مسیح کی صلیبی موت" پر مناظرہ ہوگا پھر دوسرے مضامین پر۔

(۲) مناظرات تحریری ہوں گے تاکہ بعد ازاں طبع ہو سکیں۔

(۳) آغاز مناظرہ کی تاریخ کا تعیّن باہمی سمجھوتہ سے ہو سکے گا۔

(۴) ہر مناظر تہذیب و اخلاق کا پابند ہوگا۔ اپنے مدّعا کے اثبات کے لئے دلائل و براہین (منقولی و معقولی) پیش کرے گا۔

(۵) فریقین کی مسلّمہ کتب بطور حجت پیش ہو سکیں گی۔

ہم منتظر ہیں کہ پروفیسر یوسف جلیل صاحب اپنی منظوری سے اطلاع دیں۔ ہاں وہ اپنی طرف سے بھی شرائط پیش کرنے کے مجاز ہیں۔

ربوہ ۵-۲-۷۲ — خاکسار ابو العطاء جالندھری

الفرقان کی مجلّدات

ماہنامہ الفرقان کی پچھلے سالوں کی مجلّد جلدیں دفتر میں موجود ہیں۔ فی سال مجلّد قیمت نو روپے ہے۔ جو دوست چاہیں اس مفید اور قیمتی مجموعہ کو حاصل کر سکتے ہیں۔ (مینیجر الفرقان ربوہ)

سُوْرَةُ الْمَائِدَةِ ع ۱۵

اَلْبَيَانُ

قرآن مجید کا سلیس اُردو ترجمہ مختصر اور مفید تفسیری حواشی کے ساتھ

يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ ؕ

(اس دن کو یاد کرو) جب اللہ تعالیٰ سب رسولوں کو جمع کریگا اور ان سے فرمائیگا کہ تمہاری کیسی قبولیت ہوئی ؟

قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ○

وہ عرض کریں گے کہ ہمیں تو اس بارے میں پورا علم نہیں ہے تو ہی سب پوشیدہ باتوں (غیبوں) کو خوب جاننے والا ہے -

اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ

یاد کرو جب اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اے عیسیٰ بن مریم! تو میرے اُس احسان کو یاد کر جو

عَلَيْكَ وَعَلٰى وَالِدَتِكَ ۘ اِذْ اَيَّدْتُّكَ بِرُوْحِ

تجھ پر اور تیری والدہ پر کیا گیا تھا - ہاں یاد کر جب میں نے روح القدس سے تیری تائید کی تھی ؛

تفسیر - پہلی آیت کریمہ میں جملہ رسولوں کے جمع کرنے اور ان سے انکی قبولیت کے بارے میں سوالی کرنے کا ذکر ہے لفظ مَاذَآ اُجِبْتُمْ کے معنے یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ تمہیں تمہاری اُمتوں کی طرف سے جن کی طرف تم بھیجے گئے تھے کیا جواب دیئے گئے تھے اور یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ تمہاری اُمتوں میں کیسی قبولیت ہوئی ؟ انبیاء علیہم السلام کا لَا عِلْمَ لَنَا کہنا دو طور سے ہے (۱) قبولیت کا لمبا سلسلہ جاری رہا - قبولیت کا تعلق دل اور نیت سے بھی ہے - انبیاء تو طبعی عمر پا کر فوت ہو گئے اور وہ دلوں کو بھی نہ جانتے تھے اسلئے وہ قبولیت کی حدود سے پورے طور پر واقف نہیں ہو سکتے تھے - لفظ لَا عِلْمَ لَنَا میں لَا نفی کمال کا ہے پس اس جواب کی صحت عیاں ہے (۲) مخاطب قومیں اور انکے افراد لمبے علاقوں اور مختلف زمانوں تک پھیلے ہوئے تھے اسلئے انبیاء انکے جوابوں سے پوری طرح آگاہ نہیں ہو سکتے تھے - آج کے بہت سے منکر کل کو مومن ہو جاتے

الْقُدُسِ قف تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا ج

جب تو لوگوں سے پنگھوڑے میں (بچپن کے زمانہ میں) اور ادھیڑ عمر میں شاندار کلام کرتا تھا۔

وَإِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ

نیز یاد کر جب میں نے تجھے کتاب اور حکمت کی تعلیم دی اور تورات

وَالْاِنْجِيْلَ ج وَإِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ

و انجیل سکھائی۔ پھر یاد کر جب تو کیچڑ (گیلی مٹی) سے پرندے کی شکل پر کوئی چیز

بِإِذْنِيْ فَتَنْفُخُ فِيْهَا فَتَكُوْنُ طَيْرًا بِإِذْنِيْ

میرے اذن سے بناتا تھا اور اس شکل میں پھونک مارتا تھا اور وہ میرے اذن (حکم) سے اڑنے والا پرندہ ہو جاتا تھا۔

وَتُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ بِإِذْنِيْ ج وَإِذْ تُخْرِجُ

نیز تو میرے اذن سے شب کور اور مبروص کو اچھا کرتا اور انہیں بری ٹھہراتا تھا۔ پھر یاد کر جب تو (روحانی)

الْمَوْتٰى بِإِذْنِيْ ج وَإِذْ كَفَفْتُ بَنِيْٓ إِسْرَآءِيْلَ عَنْكَ

مُردوں کو (ظلمتوں سے) نکالتا تھا۔ پھر یاد کر جب میں نے بنی اسرائیل کو تجھ سے (تیرے ہلاک کرنے سے) روک دیا تھا

ہیں۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ لَا عِلْمَ لَنَا کی نفی اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ کے مقابلہ میں ہو۔ پس جواب کا درست ہونا واضح اور عیاں ہے۔

دوسری آیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خطاب ہے۔ انہیں انعامات کی یاددہانی کرائی گئی ہے جن سے ظاہر ہے کہ وہ خدا کے ایک عاجز مگر مقبول بندے تھے، وہ ایک کمزور خاتون کے فرزند تھے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضلوں سے نوازا تھا۔ انسان تھے خدا نہ تھے۔

مسیح کے کلام سے مراد ان کا معجزانہ اور متحدیانہ کلام ہے خواہ بچپن میں ہو یا کہل کے زمانہ میں جو بڑی عمر تک ممتد ہے — ولادت کے فوراً بعد بھی اللہ تعالیٰ کلام کرانے پر ضرور قادر ہے مگر فِی الْمَهْدِ کے لفظ میں وسعتِ زمانی بھی ہے۔ ہر حال میں مسیح کا عبد ہونا ثابت ہے۔ ان کے کلام کا اعجاز اللہ تعالیٰ کی قدرتِ مطلقہ کی دلیل ہے۔

کتاب و حکمت سے مراد خود تورات و انجیل بھی ہو سکتی ہے۔ اس صورت میں التوراۃ والانجیل بطور تفسیر ہیں۔ نیز اس سے

إِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ إِنْ هٰذَآ

جب تُو اُن کے پاس بیّنات لے کر آیا تھا اس وقت ان میں سے منکرین نے کہہ دیا کہ یہ تو صرف

إِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ وَإِذْ اَوْحَيْتُ إِلَى الْحَوَارِيّٖنَ اَنْ اٰمِنُوْا

کھلا جادو ہے۔ یاد کرو جب مَیں نے حواریوں کی طرف وحی کی کہ مجھ پر اور

بِيْ وَبِرَسُوْلِيْ ۚ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاشْهَدْ بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ ۝ إِذْ

میرے رسول پر ایمان لاؤ۔ انہوں نے کہا کہ ہم ایمان لے آئے اور تُو گواہ رہ کہ ہم فرمانبردار ہیں۔ یاد کرو جب

قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ

حواریوں نے کہا کہ اے عیسٰی بن مریم! کیا تیرے رب میں یہ طاقت ہے

اَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ ۗ قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ

کہ وہ ہم پر آسمان سے عظیم مائدہ نازل کرے۔ مسیح نے کہا کہ اگر تم مومن ہو تو

اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ قَالُوْا نُرِيْدُ اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا وَ

اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو۔ حواریوں نے پھر کہا کہ ہم اس مائدہ سے کھانا چاہتے ہیں تاکہ

لکھنا اور حکمت کی باتیں سکھانا بھی مراد ہو سکتا ہے۔

چونکہ قرآن مجید میں یہ صراحت موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دوسرا خالق نہیں هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ نیز فرمایا قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ـــــ پھر یہ بھی بالوضاحت بیان ہو چکا ہے کہ مُردوں کو صرف اللہ ہی زندہ کر سکتا ہے۔ رَبِّيَ الَّذِيْ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ (بقرہ) نیز یہ کہ حقیقی مُردے کبھی اس دنیا میں واپس نہیں آ سکتے فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ (الزمر ع) اسلئے مسیح کے پرندوں کو پیدا کرنے اور مُردوں کو زندہ کرنے کی تاویل از روئے قرآن مجید یہی ہوگی کہ وہ روحانی پرواز کرنے والے مومن پرندے بناتے تھے۔ انہیں اپنے ایمان پرور کلام سے تازگی بخشتے تھے اور روحانی مُردوں کو زندہ کرتے تھے کافروں کو تاریکیوں سے نکالتے تھے۔ یہی احیاء روحانی ہے جو سب انبیاء کرتے آئے ہیں۔ اُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ سے پیدائشی اندھوں

تَطْمَئِنَّ قُلُوْبُنَا وَنَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا وَنَكُوْنَ عَلَيْهَا مِنَ

ہمارے دل مطمئن ہو جائیں اور ہم اچھی طرح جان لیں کہ تُو نے ہم سے صدق بیانی کی ہے اور ہم خود اس مائدہ یا ان بیانات کے

الشّٰهِدِيْنَ ۝ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ

گواہ ہو جائیں۔ تب حضرت عیسیٰ ابن مریم نے دعا کی کہ اے اللہ ہمارے رب! تُو

عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَ

آسمان سے ہم پر ایسا مائدہ اُتار جو ہمارے پہلوں اور پچھلوں کے لئے عید اور خوشی کا

اٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ ۚ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝

موجب ہو اور تیری طرف سے بڑا نشان ہو۔ اور تُو ہمیں رزق دے اور تُو ہی بہتر رزق دینے والا ہے۔

قَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بے شک میں اس مائدہ کو تم پر نازل کرنے والا ہوں۔ لیکن بعد ازاں تم میں سے جو بھی ناقدری یا کفر کرے گا

ع ۱۵ فَاِنِّيْٓ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّآ اُعَذِّبُهٗٓ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ۝ ۵

تو میں اسے ایسا سخت عذاب دوں گا کہ اور قوموں میں سے کسی کو ایسا عذاب نہ دوں گا۔

کی بیماری کا علاج کرنا بھی مراد ہو سکتا ہے نیز ان مریضوں کو جو دینی طور پر نجس سمجھا جاتا تھا حضرت مسیح نے اس وہم کو دُور فرمایا۔

تیسری آیت میں حواریوں پر وحی کے نزول کا ذکر ہے کہ وہ مومن بن جائیں۔ جو لوگ اُمتِ محمدیہ کے صلحاء پر بھی وحی کے نزول کے منکر ہیں ان کے نزدیک تو اُمتِ محمدیہ کے ابرار حواریوں سے بھی فروتر ہیں۔

چوتھی، پانچویں اور چھٹی آیت میں ذکر ہے کہ حواریوں نے آسمان سے مائدہ اُتارے جانے کا مطالبہ کیا۔ حضرت مسیح نے انہیں تقویٰ اختیار کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ انکے دوبارہ عرض کرنے پر حضرت مسیح نے اللہ تعالیٰ سے اس مائدہ کے اُتارنے کے لئے دعا کی جو اوّلین و آخرین کے لئے عید کا موجب بننے والا تھا اور جو اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایک دائمی نشان مقرر تھا۔

حضرت مسیح نے خالص روحانی مائدہ کے لئے دعا فرمائی ہے۔ اس مائدہ سے مراد وہ کلامِ شریعت ہے جو ہمیشہ کے لئے زندہ و تابندہ رہے

[illegible] پر

شذرات

۱۔ ملک میں ایک بھی کلمۂ حق کہنے والا عالم دین نہیں ہے۔

ہفت روزہ المنبر لائل پور لکھتا ہے :۔

”ان علماء کرام پر بھی مقدمہ چلایا جائے جو خدا سے ڈرنے کی بجائے ملک غلام محمد، اسکندر مرزا، ایوب خان اور یحییٰ خان کے منہ پر کلمۂ حق بھی کہنے کی جرأت نہ کر سکے۔ اگر ملک میں ایک بھی عالم دین ایسا ہوتا جو ملک غلام محمد کے منہ پر کلمۂ حق کہنے کی جرأت کرتا تو پھر اس کے بعد نہ سکندر مرزا کا نام سننے میں آتا ـــــ نہ ایوب خان برسر اقتدار آتے اور نہ یحییٰ خان اس ملک پر ایسا مسلط ہوتا کہ یہ عظیم وطن دو ٹکڑے ہو جاتا۔“

(المنبر ۲۱ جنوری ۷۲ء)

الفرقان۔ اندریں حالات اس ملک کے علماء سے مستقبل کی امیدیں وابستہ کرنا عامۃ الناس کی خطرناک بھول ہے۔ یہ بات حقیقت پر مبنی معلوم ہوتی ہے کہ ان مولویوں نے ہی اپنے تفرقہ انگیز رویّہ اور انتہائی بزدلی کے باعث اس عظیم وطن کے دو ٹکڑے کرائے ہیں۔ اور مسلمانان پاکستان کی موجودہ ہزیمت اور ذلّت کے بھی ذمہ وار ہیں۔

۲۔ نصرتِ خداوندی حاصل کرنے کی راہ

صحیفہ اہلحدیث کراچی چند آیات درج کرنے کے بعد لکھتا ہے :۔

”خالقِ کائنات عزّ اسمہٗ کے ان مذکورہ بالا ارشادات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ خدائی نصرت خدا کے ان بندوں کے لئے ہے جو کہ مومنین کے پاکیزہ لقب سے مشرّف ہیں۔ اس لئے ہم اگر حقیقۃً نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ فَتْحٌ قَرِيْبٌ کے مستحق بننا چاہتے ہیں تو لفظی دعووں سے نکل کر صحیح معنوں میں مومن بنیں۔ ...... اس لئے ہم سب کا فرض ہے کہ جس اسلام کو چھوڑنے کی وجہ سے آج ہماری صفوں میں انتشار برپا ہو رہا ہے اور ہمیں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا ہے اس کی طرف لوٹ آئیں۔“

(صحیفہ اہلحدیث کراچی۔ فروری ۷۲ء صفحہ)

الفرقان۔ یہ بالکل درست ہے کہ مسلمان جب تک اسلام کو صحیح معنوں میں اختیار نہ کریں گے وہ نصرت و تائید ایزدی کو حاصل نہیں کر سکتے۔ مگر سوال تو یہی ہے کہ نام کے یہ مسلمان کیونکر حقیقی مسلمان بنیں۔ کیا یہ بات چند مقالوں اور بے عمل

علماء کے وعظوں سے ممکن ہے؟ ع

این خیال است ومحال است وجنوں

۳- بنگلہ دیش کی حمایت اور بھارت کے مسلمان

مدیر المنبر نے لکھا ہے کہ جماعت احمدیہ کی "شاخ قادیان (بھارت) میں ہے اور وہ بنگلہ دیش کی حمایت کرتی ہے"

واضح رہے کہ احمدیہ جماعتیں تو ساری دنیا میں موجود ہیں صرف بھارت میں ہی نہیں۔ بھارت میں مسلمانوں کے تمام فرقوں کی شاخیں موجود ہیں۔ بھارت کے مسلمانوں نے اپنے ملکی حالات کے مطابق بنگلہ دیش کی حمایت کی۔ اس بارے میں ریڈیو پر تقریریں کیں۔ فتوے دیئے اور اخبارات میں تائیدی مضامین شائع کئے۔

دہلی کا روزنامہ الجمعیۃ لکھتا ہے کہ:-

"ہندوستان کے مسلمانوں نے ہر نازک اور اہم وقت پر ملکی خدمت اور قومی ضرورت کے تقاضے کو جیسا ملحوظ رکھا اور ہر موقع پر آگے بڑھ کر اپنا جوش وخروش ظاہر کیا ہے امید ہے کہ ایسا ہی جوش وخروش سے بھرپور جد وجہد کا رویہ بنگلہ دیش کے مسئلہ پر اختیار کریں گے۔"

(الجمعیۃ ۲۱ر اگست ۱۹۷۱ء)

کیا مدیر المنبر بنگلہ دیش کی حمایت میں بھارت کے مسلمانوں کی اس بھرپور جد وجہد پر سارے مسلمان فرقوں کو نشانۂ طعن بنائیں گے؟ اگر نہیں تو جماعت احمدیہ کے خلاف یہ رویہ کس طرح دیانتداری پر مبنی قرار دیا جا سکتا ہے؟

۴- علماء سیاست میں کامیاب نہیں ہو سکتے تو....

اخبار المنبر لائل پور لکھتا ہے کہ:-

"علماء کرام مبہم باتیں کر کے خطبے ختم کر دیتے ہیں اور معین بیماریوں کا ذکر کیوں نہیں کرتے اور قطعی معاشرتی بیماریوں سے اپنے حلقے کو کیوں نہیں بچاتے۔ شراب نوشی، بے پردگی، مخلوط تعلیم، سنیما کے فحش اثرات، عیاشی، فضول خرچی، ناچ گانا ——— اب ٹیلیویژن وغیرہ ——— یہ خاص بیماریاں ہیں ان پر بھرپور حملہ کرنا ممکن ہے اور سیاسی طور سے یہ اخلاقی بات بھی نہیں ——— ساتھ ساتھ سمگلنگ اور ذخیرہ اندوزی اور بددیانتی، بدمعاملگی کو بھی لیا جا سکتا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ علماء موجودہ سیاست میں کامیاب نہیں ہو سکتے تو معاشرت پر تو بھرپور حملہ کر سکتے ہیں۔"

(المنبر ۲۸ر جنوری ۱۹۷۲ء)

الفرقان- آج کے علماء کے لئے سیاست یا معاشرت میں کامیابی کا کوئی امکان نہیں کیونکہ ان کا

تو سارا کاروبار حدیث نبوی کے مطابق مِنْ عِنْدِهِمْ تَخْرُجُ الْفِتْنَةُ وَفِيهِمْ تَعُودُ ہے۔ وہ اپنی اصلاح نہیں کر سکے تو قوم و ملّت کی اصلاح کیونکر کر سکیں گے ؟

۵۔ خدا کے باغیوں کا خاصانِ خدا پر الزام

انیار الاعتصام لاہور لکھتا ہے :-

"خدا کے باغیوں نے ہمیشہ خدا کے
فرستادوں اور اس کے پیغامبروں
کو ہی نعوذ باللہ منحوس اور تمام خرابیوں
کا ذمہ دار کہا تھا۔ سورۃ یٰسین میں
اللہ تعالیٰ نے اپنے فرستادوں کا انکار
کرنے والوں کا یہ قول نقل کیا ہے کہ
انہوں نے انبیاء علیہم السلام کو کہا اِنَّا
تَطَيَّرْنَا بِكُمْ کہ ہم تمہیں نامبارک
اور اپنے حق میں منحوس سمجھتے ہیں۔ فرستادگانِ
الٰہی نے جواب میں کہا طَائِرُكُمْ مَعَكُمْ
أَئِنْ ذُكِّرْتُمْ بَلْ أَنْتُمْ
قَوْمٌ مُسْرِفُونَ ـــــ تمہارا
طرزِ عمل ہی تمہاری نحوست کا سبب ہے
کیا تم اس نحوست کا الزام خاصانِ خدا
پر اس لئے دھرتے ہو کہ تمہیں ان کے ذریعے
راہِ راست کی نصیحت کی جاتی ہے ؟
واقعہ یہ ہے کہ تم خود ہی جادۂ اعتدال سے
تجاوز کرنے والے ہو" (الاعتصام ۱۴ر جنوری ۱۹۷۲ء)

الفرقان۔ جو لوگ اس زمانہ میں اپنی نحوستوں اور خرابیوں کے لئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور جماعت احمدیہ کو ذمہ وار ٹھہراتے ہیں وہ خدا کے پُرانے باغیوں کے نقشِ قدم پر چل رہے ہیں۔ درحقیقت یہ لوگ اپنی بداعمالیوں سے آنکھیں بند کر لیتے ہیں حالانکہ ان کا طرزِ عمل ہی ان کی خرابیوں اور سزاؤں کا موجب ہے۔ !

۶۔ مسلمان آسمانی رُوحانی اپیل کو کیوں نہیں سنتے ؟

ہفت روزہ المنبر لائل پور لکھتا ہے :-

"ہماری قوم (ساری کی ساری)
ایک سو برس سے مادہ پرست اور
نفع پسند ہو گئی ہے اسلئے روحانی
اور دینی اپیل بے اثر ہے۔ اسے
روحانیت اور دین کی طرف لانے
کے لئے بھی عملی فوائد والی تحریکوں
کا سہارا لینا ہوگا ورنہ روحانی
اپیل بالکل نہ سُنی جائے گی"
(المنبر ۲۸ر جنوری ۱۹۷۲ء)

الفرقان۔ ایسی مادہ پرست قوم اگر مسیح موعود کی آواز پر لبیک نہیں کہتی اور اس کی روحانی اپیل پر کان نہیں دھرتی تو اس میں آسمانی مصلح کا کیا قصور ہے ؟ جو لوگ کہا کرتے ہیں کہ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں تو عام مسلمانوں نے ان کو کیوں قبول نہیں کیا ؟ ایسے معترضین کے لئے

اِس اقتباس میں ایک جواب موجود ہے۔

۷۔ چھینے ہوئے علاقوں پر دوبارہ تصرف کی امید

ہفت روزہ اہلحدیث لاہور لکھتا ہے کہ:۔

"پاکستان میں قادیان کے مرزائی
مہاجروں نے اپنی سکنی جائداد کے کلیم
آج تک وصول نہیں کئے۔ اس کی
کیا وجہ ہے؟ ظاہر ہے کہ وہ آج
بھی آس لگائے بیٹھے ہیں کہ کسی نہ کسی
طرح وہ قادیان پر دوبارہ متصرف
ہوں۔" (اہلحدیث ۱۱ فروری ۱۹۷۲ء)

الفرقان۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدی اسی طرح قادیان پر متصرف ہونے کی امید رکھتے ہیں جس طرح دوسرے خدا ترس مسلمان، خدائی وعدوں پر ایمان رکھنے والے مسلمان، یہ امید رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں آخرکار وہ مقامات عطا فرمائے گا جو جبراً ناجائز طور پر ان سے چھینے گئے ہیں۔ سرہند اور دیگر مقدس مقامات سے وابستہ لوگ بھی آس لگائے بیٹھے ہیں اس میں گناہ کی کونسی بات ہے؟ ہاں احمدیوں کا خدائی وعدوں پر یقین پختہ تر ہے

۸۔ "انگریزی گورنمنٹ کی مخالفت حرام ہے"

پوری وضاحت ہو جانے کے باوجود اہلحدیثوں کے بعض اخبار و رسائل بار بار اس امر کو توڑ مروڑ کر پیش کرتے رہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انگریزوں سے لڑائی کو ناجائز قرار دیا اور اس زمانہ میں دین کے نام پر تلوار اُٹھانے سے منع فرمایا ہے حالانکہ اہلحدیثوں، سنّیوں، دیوبندیوں، بریلویوں اور شیعوں کے علماء اور اکابر کے حوالہ جات پیش کر کے ہم الفرقان کے "جہاد نمبر" اور دوسرے نمبروں میں بتا چکے ہیں کہ یہ سب لوگ بھی اسی مسلک پر عمل پیرا تھے۔ اہلحدیثوں کی یاد دہانی کے لئے صدہا عبارتوں میں سے اس جگہ صرف دو اقتباس درج ہیں:۔

(۱) "اہل اسلام ہندوستان کے لئے
گورنمنٹ انگریزی کی مخالفت و بغاوت
حرام ہے۔"
(اشاعۃ السنۃ جلد ۹ عـ ۱۰ صـ ۲۸۷)

(۲) "بھائیو! اب سیف کا وقت
نہیں رہا۔ اب تو بجائے سیف
قلم ہی سے کام لینا ضروری ہو گیا ہے۔"
(اشاعۃ السنۃ جلد ۹ عـ ۱۲ صـ ۲۶۵)

الفرقان۔ کیا ان فتووں کے بعد اہلحدیثوں کو اعتراض کا کوئی حق رہتا ہے؟!

ایک تصحیح!

الفرقان دسمبر ۱۹۷۱ء میں "مودودی صاحب کی کتاب کی دھجیاں" والے شذرہ کے محرک یعنی اخویم محمد یاسین صاحب احمدی کراچی کے بھانجے محمد شفیق صاحب لکھتے ہیں کہ میں جماعت اسلامی کا "سرگرم رکن" نہیں ہوں۔ باقی حوالہ کی صحت پر ان کو کوئی اعتراض نہیں۔
(ادارہ)

حاصلِ مُطالعہ

(از محترم جناب مولوی دوست محمد صاحب شاہد)

(۱) چین میں آفتابِ اسلام کا طلوع

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزندِ جلیل مہدیٔ مسعود علیہ السلام "نجم الہدیٰ" میں فرماتے ہیں کہ صحابۂ رسول نے اسلام کو چین تک پہنچا دیا۔ چنانچہ چین کی تاریخی کتب کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ جنوبی چین میں اسلام کا مبارک بیج حضرت وہب ابو کعب کے ذریعہ بویا گیا جن کی قبر مبارک کینٹن (CANTON) میں موجود ہے اور صحابی کی قبر کے نام سے مشہور ہے کینٹن کی مینار والی مسجد کے زمانۂ تعمیر کو بھی عہدِ صحابہ سے منسوب کیا جاتا ہے۔ (ریویو آف ریلیجنز اُردو جولائی ۱۹۳۹ء)

محترم جناب شیخ محمد اسماعیل صاحب پانی پتی نے "تاریخ اشاعت اسلام" میں لکھا ہے کہ:-

"فارس کے آخری ساسانی بادشاہ یزدجرد کے قتل ہونے کے بعد اس کے لڑکے فیروز نے شہنشاہِ چین سے عربوں کے خلاف مدد مانگی۔ شہنشاہ نے کہا یہ تو ممکن نہیں مگر ہاں خلیفۂ اسلام سے ہم تمہاری سفارش ضرور کر سکتے ہیں۔ چنانچہ اُس نے ایک معتمد کو فیروز کی سفارش کے لئے (خلیفۂ ثالث) حضرت عثمانؓ کی خدمت میں مدینے بھیجا۔ چینی سفیر کی حضرت عثمانؓ نے بڑی آؤ بھگت کی اور اپنے ایک مبلغ کو شہنشاہ کی خدمت میں اسلام کا پیغام پہنچانے کے لئے چینی سفیر کے ساتھ روانہ کیا۔ شہنشاہ نے اس اسلامی پیغامبر کی بڑی خاطر تواضع کی اور اس سے بہت مہربانی اور لطف کے ساتھ پیش آیا۔ ..... یہ واقعہ ۳۰ھ مطابق ۶۵۱ء کا ہے۔ اس کے بعد اموی بادشاہ ولید بن عبد الملک (۸۶ھ / ۷۰۵ء تا ۹۶ھ / ۷۱۵ء) کے زمانہ میں حاکم خراسان قتیبہ بن مسلم نے بھی شہنشاہِ چین کو ایک تبلیغی خط روانہ کیا تھا اور ایک تبلیغی وفد بھی ہیرہ بن شرح کنانی کی زیرِ قیادت اُن کے پاس بھیجا تھا .... بعد میں کئی اموی اور عباسی بادشاہوں کی طرف سے چینی شہنشاہ کے پاس تحائف اور سفیر آتے جاتے رہے اور دونوں سلطنتوں میں تجارتی تعلقات قائم ہو گئے۔"

(صفحہ ۵۲۹ - صفحہ ۵۳۰)

(۲) حیرت انگیز فراست کا شاندار شاہکار

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی حضرت مصلح موعود

رضی اللہ عنہ نے "پاکستان اور اس کا مستقبل" کے موضوع پر دسمبر ۱۹۴۷ء میں متعدد قیمتی اور نہایت بصیرت افروز لیکچر دیئے تھے۔ یہ لیکچر جن کا خلاصہ "تاریخ احمدیت" جلد ۱۱ میں چھپ چکا ہے حضور کی حیرت انگیز ذہانت و فراست کا دائمی شاہکار ہیں۔ اس تعلق میں حضور رض کے بیان فرمودہ بعض اہم نکات ملاحظہ ہوں:-

۱ - پاکستان کو جزائر سنگاپور اور مالدیپ کا مطالبہ کرنا چاہیئے جو کراچی سے چٹاگانگ جانے والے بحری رستے پر واقع ہیں اور جن کی آبادی نوّے فیصدی مسلمان ہے۔ (اخبار زمیندار ۴ر دسمبر ۱۹۴۷ء صفحہ ۲)

۲ - "لوہا کے علاوہ پاکستان کے پاس دوسری تمام معدنیات موجود ہیں جن سے پاکستان اپنی ضروریات بوجوہ احسن پوری کر سکتا ہے۔ اگر کوشش کی جائے تو بلوچستان میں اتنا پٹرول مل سکتا ہے کہ وہ آباد ان کو بھی مات کر دیگا۔ اسی طرح کوئلہ کی کانوں کے لئے جستجو اور تلاش جاری رکھی جائے تو پاکستان اپنی جملہ ضروریات کا خود کفیل ہو جائے گا۔" (نوائے وقت ۴ر دسمبر ۱۹۴۷ء صفحہ ۵)

۳ - "شاہ پور، جھنگ، مظفر گڑھ کے اضلاع اور شمال مغربی صوبہ سرحد کے چند اضلاع اور سندھ کا تمام صوبہ موجودہ ترقی یافتہ طریقوں پر بہت جلد پاکستان کی زراعتی دولت میں اضافے کا سبب بن سکتے ہیں۔" (انقلاب ۴ر دسمبر ۱۹۴۷ء)

۴ - "وہ لوگ جو سرحد کے ساتھ ساتھ بستے ہیں انہیں فوری طور پر مسلح کر دیا جائے اور انہیں فوجی اسلحہ کے استعمال کی تربیت دی جائے۔" (ایسٹرن ٹائمز ۳ر دسمبر ۱۹۴۷ء صفحہ ۱)

۵ - "بیرونی سلطنتوں خصوصاً امریکہ سے قرضہ لینا ہماری آزادی کے لئے زبردست خطرے کا باعث ہوگا۔ لہٰذا اس کا علاج صرف یہ ہے کہ بیرونی کمپنیوں کو پاکستان میں سرمایہ لگانے کی مشروط اجازت دی جائے۔ ان فرموں کو چالیس فی صدی حصے دیئے جائیں اور چالیس فی صدی حصے حکومت پاکستان دے باقی بیس فی صدی حصوں کے مالک پاکستان کے جو اہم ہوں۔ اس سلسلہ میں فرموں سے یہ شرط کی جائے کہ وہ ہمارے حصہ دار کو ساتھ ساتھ ٹریننگ دیں گے۔" (زمیندار ۱۰ر دسمبر ۱۹۴۷ء)

۶ - "مادری زبان میں تعلیم دی جائے۔ اس سلسلہ میں مشرقی پاکستان پر زور نہ دیا جائے کہ وہ ضرور اردو کو ذریعۂ تعلیم بنائے ورنہ وہ پاکستان سے علیحدہ ہو جائے گا کیونکہ وہاں کے باشندوں کو بنگالی زبان سے ایک قسم کا عشق ہے۔" (الفضل ۱۴ر دسمبر ۱۹۴۷ء)

۷ - "پاکستان کو اپنی طرف سے کوئی ایسی بات نہ کرنی چاہیئے جس سے اس کے ہندوستان سے تعلقات خراب ہوں۔ اسے اپنی طرف

صلح کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہئیے لیکن یہ صلح **باعزت ہو نہ کہ ہتھیار ڈالنے کے مترادف۔"**

(الفضل ۱۱ر جنوری ۱۹۴۸ء صلہ ۸)

۸ - عرب ممالک سے زیادہ سے زیادہ دوستانہ تعلقات قائم کرنے چاہئیں۔ (")

۹ - عراق اور شام کے ساتھ ریل کے ذریعہ پاکستان کا اتّصال قائم کرنا ضروری ہے تاکہ ضرورت پر ان ممالک کے ذریعے سامان آسکے۔ (")

۱۰ - برما اور سیلون کے مخصوص ملکی حالات اس قسم کے ہیں کہ ان کے ساتھ بہت آسانی سے گہرے سیاسی تعلقات قائم کئے جا سکتے ہیں اور **یہ تعلّقات مشرقی پاکستان کی مدد کے لئے بالخصوص بہت اہمیت رکھتے ہیں۔"**

(الفضل ۱۱ر جنوری ۱۹۴۸ء صلہ ۸)

(۳) تعبیر الرؤیا کی دُنیا کا ایک ناقابلِ فراموش واقعہ

عِلم تعبیر الرؤیا کا یہ مسلّمہ اصول ہے کہ خوابوں کی اصل تعبیر اپنے وقت پر کھلتی ہے نیز یہ کہ اللہ جلّشانہٗ و عزّاسمہٗ کی طرف سے چونکہ عالم رؤیا میں واقعات کی بعض کڑیوں کو پردۂ اخفاء میں رکھا جاتا ہے یا خود صاحب رؤیا کی طرف سے انکشافِ تام کے لئے حق تعالیٰ کی طرف رجوع نہیں ہوتا اس لئے اسے روحانی نظاروں کے سمجھنے اور ان کی تعبیر کرنے میں (باوجود خواب کے منجانب اللہ ہونے کے) غلطی لگ جاتی ہے۔

اِس تعلق میں حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک ناقابلِ فراموش واقعہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے مبارک الفاظ میں عرض کرتا ہوں۔ فرماتے ہیں:-

"دلّی کی جنگوں کا زمانہ تھا ایک دفعہ مرہٹوں کی فوجوں نے دلّی پر حملہ کرنے کے لئے شہر سے باہر آکر ڈیرے ڈال دیئے۔ بادشاہ نے فتح کے لئے اولیاء سے دُعائیں کرانا شروع کیں۔ وہ زمانہ شاہ ولی اللہ صاحبؒ کا تھا مگر شاہ ولی اللہ صاحبؒ سے بادشاہ کی دشمنی تھی اس لئے کہ شاہ ولی اللہ صاحبؒ اہلحدیث تھے اور وہ بادشاہ کی زیادہ پرواہ نہ کرتے تھے۔ چنانچہ ان کی خود داری کی وجہ سے بادشاہ ان سے نفرت کرتا تھا۔ غرض بادشاہ نے اپنے وقت کے اولیاء و فقراء سے کہا کہ مرہٹوں نے ہم پر حملہ کر دیا ہے دُعائیں کرو کہ خدا تعالیٰ ہمیں فتح نصیب کرے۔ ایک نے دُعا کی اور بادشاہ سے کہا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے بتایا ہے کہ فتح ہمارے لئے مقدّر نہیں ہے۔ دوسرے نے دُعا کی اور بتایا کہ **فتح ہمارے لئے مقدّر نہیں ہے۔** اسی طرح تیسرے چوتھے اور پانچویں نے بھی یہی کہا۔ جب آٹھ دس اولیاء و فقراء نے یہی کہلا بھیجا کہ ہماری فتح نہیں ہوگی تو بادشاہ کو سخت فکر ہوا۔ آخر اس کے وزیر نے اُسے کہا بادشاہ سلامت شاہ ولی اللہ صاحبؒ سے بھی دُعا کرا دیکھیں۔ بادشاہ

نے کہا مَیں اس سے کبھی دُعا نہیں کراؤں گا کیونکہ مَیں اسے باخدا نہیں سمجھتا۔ مگر جب وزیر نے اصرار کیا تو بادشاہ مان گیا اور اپنا ایک درباری شاہ ولی اللہ صاحبؒ کی طرف بھیجا کہ ہماری فتح کے لئے دُعا کی جائے۔ انہوں نے دُعا کی اور بادشاہ کو کہلا بھیجا کہ آپ کو مبارک ہو۔ فتح آپ کی ہی ہوگی۔ جب یہ پیغام بادشاہ کے پاس پہنچا تو اس کو وسوسہ ہوا کہ شاید یہ بات میرا دل خوش کرنے کے لئے کہی گئی ہے اور یہی بات بادشاہ نے وزیر سے بھی کہہ دی کہ شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے محض میرا دل خوش کرنے کے لئے کہہ دیا ہے کہ فتح ہماری ہوگی لیکن ابھی دو چار دن نہ گزرے تھے کہ شاہی فوجوں کی فتح ہوئی اور مرہٹوں کی فوجیں شکست کھا کر بھاگ گئیں۔ یہ دیکھ کر بادشاہ نہایت اخلاص اور احترام کے ساتھ شاہ ولی اللہ صاحبؒ کے پاس گیا اور انہیں کہنے لگا آپ کے سوا باقی سب نے جھوٹ بولا ہے ان کی خوابیں یا الہام خدا تعالیٰ کی طرف سے نہ تھے بلکہ شیطانی تھے کیونکہ وہ پورے نہیں ہوئے۔ شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے یہ سُن کر کہا بادشاہ سلامت! یہ بات نہیں۔ وہ بھی بزرگ ہیں اور اُن کی خوابیں یا الہام شیطانی نہ تھے بلکہ رحمانی تھے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ جب مَیں نے دُعا کی تو الہام ہوا کہ فتح باہر والوں کی ہوگی۔ مگر مَیں نے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی کہ خدایا! اس باہر والوں کی فتح سے کچھ پتہ نہیں چلتا اس کے متعلق تصریح کی جائے کہ اس سے کیا مراد ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا کہ باہر والوں کی فتح سے مراد یہ ہے کہ جب شاہی فوجیں نکل کر دشمن کا مقابلہ کریں گی تو انہیں فتح نصیب ہوگی۔ یہی الہام دوسروں کو بھی ہوا تھا کہ فتح باہر والوں کی ہوگی مگر انہوں نے ان الفاظ کو غلط پر محمول کیا اور اللہ تعالیٰ سے اس کی تفہیم نہ چاہی۔ اب جو واقعہ ہوا وہ یہ تھا کہ شاہی فوج کا ایک دستہ گشت لگاتا ہوا قلعہ سے باہر نکلا تا کہ دشمن کی پوزیشن معلوم کرے۔ اس دستہ کے لوگوں کو کچھ سوار دشمن کے آتے دکھائی دیئے جو تعداد میں آٹھ یا دس تھے۔ اس دستہ کے سپاہیوں کی تعداد بھی اتنی ہی تھی۔ ان دونوں دستوں کا مقابلہ ہوا۔ جب مرہٹوں کے تین چار آدمی مارے گئے تو ان میں سے جو باقی بچے وہ بھاگ گئے۔ اتفاق کی بات ہے کہ ان مارے جانے والوں میں مرہٹہ فوج کا کمانڈر انچیف بھی تھا۔ فوج نے دیکھا کہ ہمارا کمانڈر انچیف مارا گیا ہے تو وہ بھاگ کھڑی ہوئی۔ گویا شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے نہ صرف دعا کی بلکہ خدا تعالیٰ سے باہر والوں کی فتح کی تفہیم بھی معلوم کرلی کہ اس سے مراد

شاہی فوجیں ہیں۔ یعنی جب شاہی فوجیں قلعہ سے باہر نکل کر دشمن کا مقابلہ کریں گی تو اُن کی فتح ہو گی۔"

(الفضل ۵ تبلیغ ۱۳۲۷ھش (فروری ۱۹۴۸ء) ص۵)

(۴) اُمّتِ مُسلمہ کے لئے ایک عالمی مسئلہ

جناب مودودی صاحب کی ایک تقریر کا اقتباس :-

"جن مسائل اور مصائب کا اس قدر رونا رویا جا رہا ہے یہ مسائل اور مصائب سرے سے پیدا ہی نہیں ہوتے **اگر مسلمان اسلام کے فی الواقع سچے نمائندے** ہوتے۔ اور اگر مسلمان اب بھی **سچے مسلمان** بن جائیں تو آج ہی یہ سارے مسائل ختم ہو جاتے ہیں۔ یہ لوگ ہندوستان کے ایک ذرا سے کونے میں پاکستان بنانے کو انتہائی مقصد بنائے ہوئے ہیں لیکن اگر یہ فی الواقع خلوصِ قلب سے اسلام کی نمائندگی کے لئے کھڑے ہو جائیں تو سارا ہندوستان پاکستان بن سکتا ہے۔"

(روداد جماعت اسلامی حصہ پنجم ص۶۵)

قوم میں فسق و فجور و معصیت کا زور ہے
چھا رہا ہے ابرِ یاس اور رات ہے تاریک و تار
اے خدا بن تیرے ہو یہ آبپاشی کس طرح
جل گیا ہے باغِ تقویٰ دیں کی ہے اب اک مزار
ڈوبنے کو ہے یہ کشتی آمرے اے ناخدا!
آ گیا اس قوم پر وقتِ خزاں اندر بہار

اس دردناک حقیقت سے کون انکار کر سکتا ہے کہ مسلمانوں کے **حقیقی مسلمان** بننے کا معاملہ ایک سنگین اور عالمی مسئلہ کی حیثیت اختیار کر چکا ہے جس سے پوری ملّتِ اسلامیہ دوچار ہے۔ اگر مسلمان عہدِ نبوت اور قرآن شریف کی روشنی میں اللہ تعالیٰ کی قدیم سنّت پر غور کر کے اس کا حقیقی حل تلاش کرنا چاہیں تو اس میں انہیں یقیناً کامیابی ہو گی اور اس مرحلہ کے طے ہونے کے بعد انشاء اللہ سارا جہان روحانی اور معنوی اعتبار سے **پاکستان بن جائے گا** اور خدا کے فضل و کرم سے ہر دل پر خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی بادشاہت قائم ہو جائے گی انشاء اللہ۔

حضرت امام الزمان مہدی موعود علیہ السلام کو ۱۸۸۳ء میں اس نئی اسلامی دنیا کی بشارت ان الفاظ میں دی جا چکی ہے کہ "**پائے محمدیاں برمنار بلند تر محکم افتاد**" کہ مسلمانوں کا قدم عنقریب ایک بلند اور مضبوط مینار پر پڑ جائے گا۔ ازاں بعد حضور پر ۱۹۰۵ء میں یہ انکشاف بھی کیا گیا کہ :-

"اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ مسلمان رُوئے زمین پر علیٰ دینٍ واحدٍ جمع ہوں اور وہ ہو کر رہیں گے۔"

(الحکم ۱۳ رنومبر ۱۹۰۵ء ص۲)

آبشاروں کا ترنّم تری آواز کی لَے

(محترم جناب ڈاکٹر پروفیسر نصیر احمد خان صاحب ربوہ)

کُل جہاں دیدۂ مشتاق تماشائی کا
کتنا بھرپور ہے عالم تری رعنائی کا

ہر اک ذرّہ ہے صحرائے کواکب کا ترے
کہکشاں نقشِ کفِ پا ترے سودائی کا

وقت کا یم ہے ترے کُن فیکوں کا قطرہ
وسعتِ کون و مکاں نقطہ ہے پیمائی کا

سبزہ و گُل ہیں تری شبنمِ رُخ سے شاداب
خار و خس میں بھی ہے کھٹکا تری ہرجائی کا

صبح کا نُور ترے حُسنِ جہانتاب کی ضوء
شفقِ شام ہے غازہ تری رعنائی کا

آبشاروں کا ترنّم تری آواز کی لَے
بانگِ گُل میں بھی ہے نغمہ تری شہنائی کا

(نامکمّل)

"جان و مال و آبرو حاضر ہیں تیری راہ میں"

سب جہاں کو چھوڑ کر ہیں تیرے در پہ آ گئے
مرضئ مولیٰ کو جو پاتے ہیں تیری چاہ میں

جو جلا کر خرمنِ باطل کو کر دیتی ہے راکھ
ہم نے وہ تاثیر بھی دیکھی ہے تیری آہ میں

جو مقامِ قُرب پایا ہے فقیروں نے ترے
مل نہیں سکتا کبھی دُنیا کی عزّ و جاہ میں

غلبۂ اسلام کے دن آ گئے نزدیک تر
ہو رہے ہیں اسکے چرچے اب گدا و شاہ میں

وقتِ مغرب حضرتِ ناصرؔ سے یہ مصرعہ سُنا
جانؔ و مال و آبرو حاضر ہیں تیری راہ میں

(مرزا محمد سلیم اختر)

لِيَحْيَى بَاكِسْتَانُ

(بقلم الاستاذ محمد عثمان الصدیقی ایم۔اے، ربوه)

أَرَادَ مَنْ لِبَاكِسْتَانَ شَرًّا
وَشَاءَ مَنْ لَهَا بِالسُّوْءِ مَكْرًا
بَلَاهَا مَنْ بِكَيْدِ الْخَائِنِيْنَ
وَفَكَّرَ فِيْهَا إِتْلَافًا وَضَرًّا
أَرَاهُ اللّٰهُ فِيْ هٰذِي الْحَيَاةِ
بِذِلَّتِهِ مِنَ الْخُسْرَانِ أَجْرًا
هِيَ الْمُلْكُ بَنَاهُ الْمُسْلِمُوْنَ
وَإِنَّ لَهُمْ بِهَا عِزًّا وَّفَخْرًا
لِأَجْلِ وِقَايَةٍ مِنْ شَرِّ كُفْرٍ
جَعَلْنَاهَا لَنَا هِيَ مُسْتَقَرًّا
عَدَاتَا الظَّالِمُوْنَ بِكُلِّ حِيَلٍ
لَقَدْ كَسَرُوْهَا بِالتَّقْطِيْعِ كَسْرًا
بِهٰذَا فِعْلِهِمْ فِعْلٍ شَنِيْعٍ
بِلَا شَكٍّ أَتَوْا إِدًّا وَنُكْرًا

عَلَيْهِمْ إِنَّنَا نَدْعُوْ وَبَالًا
يَحِيْقُ بِهِمْ مِّنَ اللّٰهِ وَصَغِيْرًا
عَلَيْهِمْ رَبَّنَا نَبْغِيْ عَلَاءً
بِعِزَّتِنَا وَذِلَّتِهِمْ وَقَهْرًا
عَلَى الْأَعْدَاءِ آتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ
بِفَضْلِكَ رَبَّنَا كَرًّا وَّأَمْرًا
فَنَفْسًا كَانَ أَوْ مَالًا وَّعِزًّا
نَذَرْنَاهَا لِبَاكِسْتَانَ نَذْرًا
وَنَدْعُوا اللّٰهَ مِنْ قَلْبٍ صَمِيْمٍ
لِبَاكِسْتَانَ بِالتَّثْبِيْتِ خَيْرًا
أَضَلَّ اللّٰهُ مَكْرَ الظَّالِمِيْنَ
وَزَادَ بِلَادَنَا شَرَفًا وَّقَدْرًا
عَلٰى أَعْدَائِنَا بِكَمَالِ لُطْفٍ
لَنَا هَبْ رَبَّنَا فَتْحًا وَّنَصْرًا

انہیں ان کی حیاتِ نو میں دورِ شادمانی دے

(نتیجۂ فکر جناب چودھری عبدالسلام صاحب اختر ایم۔ اے)

مؤرخہ ۵ فروری ۱۹۷۲ء بروز ہفتہ عزیزہ محترمہ امۃ النور صاحبہ ایم اے بنت محترم مولانا ابوالمنیر نورالحق صاحب کی تقریبِ رخصتانہ منعقد ہوئی۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ نے اپنی بابرکت شمولیت سے نوازا۔ قرآن کریم اور درثمین کی دعا نظم علی الترتیب عزیزان نصیر الحق و مشہود الحق صاحبان پسران مولوی ابوالمنیر صاحب نے پڑھی۔ اس موقعہ پر جناب اختر صاحب نے بھی اپنے اشعارِ ذیل سے مجلس کو محظوظ کیا۔ آخر پر حضور ایدہ اللہ بنصرہ نے شادی کے بابرکت ہونے کے لئے کثیر حاضرین سمیت دعا فرمائی۔ دوسرے روز دولہا محترم عزیزم شیخ لئیق احمد صاحب طاہر سابق نائب امام مسجد لنڈن کی طرف سے دعوتِ ولیمہ دی گئی۔ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو مبارک اور مثمر ثمراتِ حسنہ بنائے۔ آمین —— (ابوالعطاء)

فضائے دلکشی سے یہ زمیں پُر نور ہے یارب!
تیرے فضل و عطا سے دل بہت مسرور ہے یارب!

بہم تُو نے کئے دو خانداں خدمت گزاروں کے
حضورِ سرورِ کونین کے طاعت گزاروں کے

متاعِ دُنیوی کو بے حقیقت ماننے والے
رضائے حق تعالیٰ کو سعادت جاننے والے

رہی ہے انکو حاصل شمعِ حق کی روشنی برسوں
ہے گزری خدمتِ قرآں میں انکی زندگی برسوں

ہے امۃ النُّور، پروردہ خود ان زریں فضاؤں کی
جہاں تابندگی رہتی ہے قرآنی دُعاؤں کی

یہ دُولہا ہیں لئیق احمد کہ جن پر حق کا ہے سایہ
انہوں نے چار سال۔ اسلام کی دعوت کو پھیلایا

نماز و روزہ و تسبیح و خدمت ہے شعار ان کا
وقارِ دینِ احمدؐ سے ہے وابستہ وقار ان کا

الٰہی! جذبۂ دل کو پذیرائی عطا فرما
چمن کے لالہ و گُل کو توانائی عطا فرما

اُمورِ دُنیوی و اُخروی میں کامرانی دے
انہیں ان کی حیاتِ نو میں دورِ شادمانی دے

خود اپنی رحمتوں سے دیدہ و دل میں بسیرا کر
یہ ہر سُو اپنی اُلفت کی تجلّی سے سویرا کر

قسط ۲

میدانِ تبلیغ میں میرے چند سال

(محترم جناب بشیر احمد خان صاحب رفیق سابق امام مسجد لنڈن)

انگلستان میں تبلیغ کا عام طریق یہ ہے کہ سوسائٹیوں، کلبوں اور سکولوں کو لکھا جاتا ہے کہ اسلام پر تقریر کے لئے ہماری خدمات حاضر ہیں۔ اس طرح ان اداروں سے تقاریر کی دعوت مل جاتی ہے اور تبلیغ کا موقع مل جاتا ہے۔ دوسرا طریق اخبارات میں اشتہارات دینے کا بھی ہے لیکن یہ بہت مہنگا ہے۔ اس کا اندازہ آپ اس سے لگا لیں کہ ایک مرتبہ ہم نے ارادہ کیا کہ لنڈن کے اخبار ٹائمز میں چھوٹا سا اشتہار شائع کریں جو اخبار کے عام صفحہ کے آٹھویں حصّہ کے برابر ہو۔ اخبار کو لکھا گیا کہ کتنا خرچ ہوگا؟ انہوں نے جواب دیا کہ بارہ صد پونڈ اس پر خرچ آئے گا۔ یعنی پاکستانی کرنسی میں ۲۴۰۰۰ روپیہ۔

مندرجہ بالا طریقوں پر ہم سالہا سال سے تبلیغ کرتے چلے آرہے ہیں اور بفضلہ تعالیٰ اس میں کامیابی بھی ہوتی رہی ہے۔

۱۹۶۸ء میں خاکسار نے ارادہ کیا کہ ساری جماعت کو باقاعدہ تنظیم کے ماتحت "یومِ تبلیغ" منانا چاہیئے اور اس دن سب احمدی بھائی انگلستان میں جہاں بھی وہ رہتے ہوں سڑکوں اور گلیوں میں نکل کر تبلیغ کریں۔ یہ ایک نیا تجربہ تھا۔ انگلستان میں یہ طریقۂ تبلیغ معروف بھی نہ تھا لیکن دعاؤں کے ساتھ اعلان کر دیا گیا کہ فلاں دن "یومِ تبلیغ" منایا جائے گا۔ جس میں تمام احباب جماعت کی شمولیت لازمی ہوگی۔ اس دن کے لئے خاص طور پر ۲۰۰۰۰ کی تعداد میں ایک پمفلٹ بھی تیار کیا گیا اور درجنوں قطعات تیار کئے گئے جن پر چھوٹے چھوٹے تبلیغی کلمات درج تھے۔ جماعت کو گروپوں میں تقسیم کیا گیا۔ اُس وقت کے وزیر اعظم برطانیہ مسٹر ہیرلڈ ولسن کو بھی لٹریچر دینے کے لئے خط لکھا گیا۔ انہوں نے جواب دیا کہ وہ خود تو اُس دن موجود نہیں ہوں گے لیکن ۱۰ ڈاؤننگ سٹریٹ میں اُن کا نمائندہ موجود ہوگا جو ہمارا لٹریچر ہمارے وفد سے لیکر اُن کو پہنچا دے گا۔

جس دن یومِ تبلیغ مقرر تھا اُس دن لنڈن کی جماعت کے احباب مسجد تشریف لائے۔ اُن کی گروپ بندی کی گئی اور دعاؤں کے ساتھ انکو لنڈن کے گلی کوچوں میں پھیلا دیا گیا۔ طریق یہ رکھا گیا کہ تین دوستوں پر مشتمل ایک گروپ مقررشدہ سڑک پر گشت کرے۔ اِن میں ایک دوست کے ہاتھ میں اسلامی تعلیمات پر مشتمل Placard ہو۔ دوسرے دو دوستوں کے پاس

لٹریچر ہو۔ یہ راہ چلتے انگریزوں وغیرہ کو مناسب اور احسن رنگ میں زبانی بھی تبلیغ کریں اور اگر وہ مطالبہ کریں تو لٹریچر بھی پیش کریں۔

یہ طریق لندن سے باہر کی جماعتوں کے احباب نے بھی اختیار کیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل تھا کہ یہ تجربہ نہایت کامیاب رہا۔ شام کو چھ بجے کی خبروں میں بی بی سی نے بھی ہمارے یوم تبلیغ کا ذکر کیا۔ جو بہت بڑی کامیابی تھی۔ انگلستان کے با اثر اخبار ٹائمز نے اس کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا:۔

"Britain is to have a taste of the Crusading zeal of Islam today when hundreds of Muslims from the missionary Ahmadiyya sect fan out through-out the Country on a conversion compaign. The missionaries will carry Placards-bearing messages such as "Islam means peace", "Islam solves world problems peacefully", and "Islam gives equal rights to women" —— and will preach on street corners, railway stations and in shopping centres" (the Times May 18, 1968)

ترجمہ:۔ برطانیہ آج اسلام کے تبلیغی جوش کا مظاہرہ دیکھے گا جبکہ اسلامی تبلیغی فرقہ جماعت احمدیہ کے سینکڑوں افراد ملک بھر میں پھیل کر اسلام قبول کرانے کے سلسلہ میں مہم چلائیں گے۔ یہ مبلغین اس قسم کے کتبے اٹھائے ہوئے ہوں گے جن پر لکھا ہو گا "اسلام امن کا پیغام ہے"، "اسلام میں دنیا کی مشکلات کا حل موجود ہے"، "اسلام عورتوں کو مساوی حقوق دیتا ہے"۔ یہ لوگ گلیوں، سڑکوں، ریلوے اسٹیشنوں اور بازاروں میں

تبلیغ کریں گے۔"

یہ اخبار لاکھوں افراد کو روزانہ جاتا ہے اور اگر اتنا اشتہار ہم تبلیغ کے طور پر شائع کرنے کو دیتے تو سینکڑوں پاؤنڈ کے اخراجات ہوتے۔ انگلستان کے چھ سات کثیر الاشاعت اخبارات نے ہمارے یوم تبلیغ کا ذکر اچھے الفاظ میں کیا اور تصاویر بھی شائع کیں۔ مثلاً انگلستان کے با اثر اور کثیر الاشاعت اخبار The Guardian نے مندرجہ ذیل خبر شائع کی:-

"Mr. Laiq Ahmad Tahir Deputy Imam at the London Mosque in Putney, handed in an English version of the Koran and other books on Islamic teachings at 10 Downing Street yesterday. He said afterwards, "Today is a special preaching day for us and we wrote to Mr. wilson to ask if he would like these volumes. He replied to say he would."

ترجمہ:- "مسجد فضل لندن کے نائب امام مسٹر لئیق احمد صاحب طاہر نے ۱۰ ڈاؤننگ سٹریٹ (وزیر اعظم برطانیہ کی رہائش گاہ) میں کل قرآن کریم اور کچھ اسلامی لٹریچر پیش کیا۔ انہوں نے اس موقع پر بتایا کہ آج ہمارا یوم تبلیغ ہے اور اس موقع کی مناسبت سے ہم نے مسٹر ولسن وزیر اعظم برطانیہ کو لکھا تھا کہ ہم ان کو قرآن کریم پیش کرنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے جواب میں لکھا کہ وہ بخوشی قبول کر لیں گے۔"

اس یوم تبلیغ کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک سعید روح کو اسلام قبول کرنے کی توفیق نصیب ہوئی اور لاکھوں افراد تک پیغام حق پہنچانے کا اہتمام ہوا۔ اس کے بعد اس تجربہ کو متعدد بار دہرایا گیا۔ اور ہر مرتبہ پہلے کی نسبت زیادہ کامیابی نصیب ہوتی رہی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

تبلیغ کے میدان میں یہ بھی ایک ضروری امر ہے

کہ حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے قبولیتِ دعا کے نشان کو بھی بار بار پیش کیا جاتا رہے۔ ۱۹۶۸ء میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خاکسار کو حکم فرمایا کہ آرچ بشپ آف کنٹربری اور رومن کیتھولک آرچ بشپ کو یہ چیلنج کرو کہ اسلام کے زندہ ہونے کا آج بھی یہ ثبوت موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ماننے والوں کی دعاؤں کو شرفِ قبولیت بخشتا ہے۔ آپ چرچ کے سربراہ ہیں اور میں اسلام کا معمولی خادم اسلئے میں آپ کو دعوتِ مقابلہ دیتا ہوں۔ اس کا طریق یہ ہوگا کہ ہم چند لاعلاج مریض ہسپتالوں سے لیکر ان کو بانٹ لیں گے۔ آپ اپنے حصہ کے مریضوں کے لئے دعا کریں اور میں اپنے حصہ کے مریضوں کے لئے دعا کروں گا اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے انشاء اللہ قبولیتِ دعا کے میدان میں ہمیں فتح دیکر اسلام کی حقانیت کو ثابت کردے گا۔

چنانچہ خاکسار نے حضور اقدس کے حکم کی تعمیل میں یہ خطوط تیار کئے اور اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی کا بھی مفصل تذکرہ کیا اور آخر میں قبولیت دعا کے سلسلہ میں دعوتِ مقابلہ دی۔

چند دنوں کے بعد دونوں بشپ صاحبان نے جواب میں صاف طور پر لکھا کہ ہم تو اس مقابلہ میں آپ کے مقابل آنے کو تیار نہیں ہیں اور نہ ہی ہمارا قبولیتِ دعا کا کوئی دعویٰ ہے۔

یہ اسلام اور احمدیت کی بڑی واضح فتح تھی۔ بعد میں ایک مرتبہ جب میں نے اس کا ذکر ایک رومن کیتھولک زیرِ تبلیغ شخص سے کیا تو اس نے کہا کہ یہ نہیں ہو سکتا۔ آپ دوبارہ اپنا خط دعوتِ مقابلہ والا مجھے دیں میں بشپ صاحب کو تیار کروں گا کہ آپ کے مقابلہ پر آئیں۔ میں نے خط ان کو دیا۔ چند دن بعد اس نے آکر کہا کہ بشپ صاحب کے پرائیویٹ سیکرٹری نے بشپ صاحب کی طرف سے معذرت کا اظہار کیا ہے اور کہا ہے کہ میں تو اپنے اندر یہ قوت نہیں پاتا اور نہ ہی میں نے قبولیتِ دعا کا کوئی مشاہدہ کبھی کیا ہے۔ بعض اخبارات نے بھی اس کا تذکرہ کیا۔

خاکسار کو جب حضور اقدس نے دعوتِ مقابلہ کا حکم دیا تو خاکسار کو اپنی روحانی کمزوری کی وجہ سے کچھ گھبراہٹ ہوئی لیکن پھر یہ خیال کر کے کہ چونکہ یہ حضور کا حکم ہے اسلئے یہ صاحبان کبھی بھی مقابلہ پر نہ آئیں گے اور اگر آئے بھی تو ان کو شکستِ فاش ہوگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ در حقیقت خلیفۂ وقت کی توجہ سے مشکل سے مشکل کام بھی آسانی سے ہو جاتے ہیں۔ یہ میرا ذاتی تجربہ ہے۔ —— ایک مبلغ کے لئے یہ نہایت ضروری امر ہے کہ ہر بات میں خلیفۂ وقت سے مشورہ حاصل کرے۔

ماہنامہ الفرقان کے مجلّد فائل

الفرقان کے جتنے مجلّد فائل سال وار دفتر میں موجود ہیں وہ سب نو روپے فی سال کے حساب سے حاصل کئے جاسکتے ہیں —— علاوہ محصول ڈاک۔ (مینیجر الفرقان ربوہ)

واقعۂ صلیب کی حقیقت

(از جناب مولوی عبد الکریم صاحب شرما سابق مبلغ مشرقی افریقہ)

(۲)

مسیح علیہ السّلام کی پیشگوئی

انجیل میں لکھا ہے کہ حضرت مسیح سے بعض فقیہوں اور فریسیوں نے کہا کہ "اے استاد! ہم تجھ سے ایک نشان دیکھنا چاہتے ہیں۔ اس نے جواب دیکر ان سے کہا کہ اس زمانہ کے بُرے اور زناکار روگ نشان طلب کرتے ہیں مگر یوناہ نبی کے نشان کے سوا کوئی اور نشان ان کو نہ دیا جائے گا۔ کیونکہ جیسے یوناہ تین دن رات مچھلی کے پیٹ میں رہا ویسے ہی ابن آدم تین رات دن زمین کے اندر رہے گا۔" (متی ۱۲/۳۸-۴۰)

مسیحیوں کو ہم سے اس بات میں اتفاق ہے کہ مسیح کی یہ پیشگوئی واقعۂ صلیب کے متعلق ہے لیکن وہ اس وقوعہ کی بعض تفاصیل میں ہم سے متفق نہیں ہیں۔ ان کا اصرار ہے کہ مسیح مر کر زمین کے اندر رہے اور دو راتیں اور ایک دن قبر میں رہ کر مُردوں میں سے جی اُٹھے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا یونس نبی نے مُردوں میں سے جی اُٹھنے کا نشان دکھایا تھا؟ ہرگز نہیں! یونس کی کتاب میں لکھا ہے "یوناہ تین دن رات مچھلی کے پیٹ میں رہا۔" "تب یوناہ نے مچھلی کے پیٹ میں خداوند اپنے خدا سے یہ دُعا کی ...." "اور خداوند نے مچھلی کو حکم دیا۔ اور اس نے یوناہ کو خشکی پر اُگل دیا۔" (یوناہ ۱/۱۷، ۲/۱، ۲/۱۰)

ان حوالجات سے ظاہر ہے کہ یوناہ نبی کا معجزہ یہ تھا کہ وہ مچھلی کے پیٹ میں تین دن رات زندہ رہے نہ یہ کہ مرنے کے بعد جی اُٹھے۔ پس اگر مسیح صلیب پر فوت ہو کر مُردہ حالت میں قبر میں داخل ہوئے تو یوناہ نبی کے ساتھ مماثلت نہ رہی۔ اس صورت میں کہنا پڑے گا کہ مسیح کی پیشگوئی غلط ثابت ہوئی۔ اور نشان نمائی کا وہ وعدہ جو انہوں نے اپنے مخالفوں سے کیا تھا پورا نہ ہُوا۔ لیکن سچ یہی ہے کہ مسیح صلیب پر فوت نہیں ہوئے تھے بلکہ بیہوشی کی حالت ان پر طاری ہو گئی تھی جس کو موت سمجھا گیا۔ وہ قبر میں زندہ گئے تھے اور زندہ ہی نکل آئے اور اس طرح یہود کا منصوبہ کہ وہ مسیح کو صلیب پر مار کر لعنتی ثابت کریں خاک میں مل گیا۔

مسیح کی دُعا

مسیح کو جب یہودیوں کے منصوبے کا علم

ہوا تو وہ دعاؤں میں لگ گئے اور اپنے شاگردوں
کو بھی ایسا کرنے کو کہا۔ چنانچہ لکھا ہے :۔

"اس نے ان سے کہا دعا کرو کہ
آزمائش میں نہ پڑو اور وہ ان سے بمشکل
الگ ہو کر کوئی پتھر کے ٹپے آگے بڑھا
اور گھٹنے ٹیک کر یوں دعا کرنے لگا کہ
اے باپ اگر تو چاہے تو یہ پیالہ مجھ سے
ہٹا لے۔ تو بھی میری مرضی نہیں بلکہ تیری
ہی مرضی پوری ہو۔ اور آسمان سے ایک
فرشتہ اسے دکھائی دیا۔ وہ اسے
تقویت دیتا تھا۔ پھر وہ سخت پریشانی
میں مبتلا ہو کر اور بھی دلسوزی سے دعا
کرنے لگا اور اس کا پسینہ گویا خون کی
بڑی بڑی بوندیں ہو کر زمین پر ٹپکتا تھا۔
جب دعا سے اٹھ کر شاگردوں کے پاس
آیا تو انہیں غم کے مارے سوتے پایا۔
اور ان سے کہا تم سوتے کیوں ہو ؟
اٹھ کر دعا کرو تا آزمائش میں نہ پڑو"
(لوقا ۲۲/۴۰-۴۶)

مسیح کی یہ دعا مسیحی عقائد کی عمارت کو منہدم کر دیتی ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ صلیب پر مرنا نہیں چاہتے تھے۔ اسلئے نہیں کہ انہیں اپنی جان عزیز تھی بلکہ اس لئے کہ وہ چاہتے تھے کہ ان کے بھیجنے کے متعلق خدا کی مرضی پوری ہو۔ خدا کے فرستادوں کو خدا کی راہ میں جان دینے سے ہرگز دریغ نہیں ہوتا۔ مسیح خدا کے فرستادہ تھے صلیب پر مرنا اگر مسیح کا مشن ہوتا تو وہ خوشی سے یہ پیالہ پینے کے لئے تیار ہو جاتے لیکن ان کا تضرع سے دعا کرنا بتاتا ہے کہ صلیبی موت کو مسیح اپنے مشن کے منافی سمجھتے تھے۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے مسیح کی نبوت کی علتِ غائی یہ بھی کہ وہ بنی اسرائیل کی گم گشتہ بھیڑوں کو اللہ تعالیٰ کی رحمت تلے جمع کریں۔ (متی ۱۵/۲۴) اگر صلیبی موت جو یہودیوں کی نگاہ میں لعنتی موت ہے واقع ہو جاتی تو بلاشبہ وہ مسیح کے مشن کی تکمیل میں روک ہوتی۔ اس لئے دعا کرتے ہوئے انہوں نے یہ بھی کہا "تو بھی میری مرضی نہیں بلکہ تیری مرضی پوری ہو"۔ جس سے ان کا مطلب یہ تھا کہ صلیب سے بچنے کی خواہش میرے کسی نفسانی جذبہ کے ماتحت نہیں ہے بلکہ اس لئے ہے کہ تا میرے بھیجنے کے متعلق اے خدا! تیری مرضی پوری ہو۔

دعا سنی گئی

حضرت مسیح کا دعویٰ تھا کہ باپ ہمیشہ میری سنتا ہے (یوحنا ۱۱/۹) اس لئے ضروری تھا کہ ایسی تضرع اور مظلومانہ حالت کی دعا ضرور قبول کی جاتی کیونکہ لکھا ہے کہ "خداوند شریروں سے دور ہے پر وہ صادقوں کی سنتا ہے"۔ (امثال ۱۵/۲۹) پس اگر یہ دعا رد ہوئی اور سنی نہ گئی تو یہ ثبوت ہے اس بات کا کہ مسیح (نعوذ باللہ) صادق نہ تھے۔ مسیح کی یہ پوزیشن

نہ ہمیں مسلّم ہے اور نہ مسیحیوں کو۔ اسلئے صحیح یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح کی دعا قبول فرمائی اور ان کو صلیب کی لعنتی موت سے نجات دی۔ انجیل بھی اس بات کی گواہی دیتی ہے کہ یہ دُعا سُنی گئی۔ عبرانیوں کے نام خط میں لکھا ہے "اس نے اپنی بشریت کے دنوں میں زور زور سے پکار کر اور آنسو بہا بہا کر اس سے دعائیں اور التجائیں کیں جو اس کو موت سے بچا سکتا تھا۔ اور خدا ترسی کے سبب اس کی سُنی گئی۔ (عبرانیوں ۵/۷)

چنانچہ واقعۂ صلیب کے متعلق جب ہم اناجیل کا بغور مطالعہ کرتے ہیں تو ہم کو خدا تعالیٰ کی قدرت کا ہاتھ مسیح کو صلیبی موت سے بچانے کے لئے کام کرتا ہُوا دکھائی دیتا ہے جس کی کسی قدر تفصیل ہم ذیل میں لکھتے ہیں۔

پلاطوس کی بیوی کا خواب

پلاطوس نے جب مسیح کا مقدمہ سُنا تو اُس نے کہا "میں اس شخص میں کچھ قصور نہیں پاتا" (لوقا ۲۳/۴) لیکن یہودی اصرار کرتے تھے کہ وہ اس کو ضرور صلیب کی سزا دے۔ ابھی وہ اس معاملہ میں سوچ ہی رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو متنبہ کرنے کے لئے اسکی بیوی کو ایک منذر خواب دکھایا۔ چنانچہ لکھا ہے "جب وہ تختِ عدالت پر بیٹھا تھا اس کی بیوی نے اسے کہلا بھیجا کہ تو اس راستباز سے کچھ کام نہ رکھ کیونکہ میں نے آج خواب میں اس کے سبب بہت دُکھ اٹھایا ہے۔" (متی ۲۷/۱۹)

یہ خواب اللہ تعالیٰ کے ارادہ کو واضح کرتی ہے۔ اگر مسیح کو موت سے نجات دینا مقصود نہ ہوتا تو خدا تعالیٰ کا پلاطوس کی بیوی کو خواب دکھانا بے معنی ٹھہرتا ہے۔ اناجیل کے مطابق مسیح کی زندگی میں اس قسم کا واقعہ پہلے بھی ہو چکا تھا۔ ہیرودیس نے مسیح کو جب بچپن میں قتل کرنا چاہا تو خدا تعالیٰ نے اس کی حفاظت کے لئے یوسف کو خواب دکھائی۔ چنانچہ لکھا ہے کہ "خداوند کے فرشتہ نے یوسف کو خواب میں دکھائی دیکر کہا اُٹھ بچے اور اس کی ماں کو ساتھ لے کر مصر بھاگ جا اور جب تک میں نہ کہوں وہیں رہنا کیونکہ ہیرودیس اس بچہ کو تلاش کرنے کو ہے تاکہ اسے ہلاک کرے۔" (متی ۲/۱۳-۱۴)

پس پلاطوس کی بیوی کا خواب بتاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ مسیح کو صلیب سے بچانے کا تھا اور جب خدا تعالیٰ کسی امر کا ارادہ کر لیتا ہے تو کوئی نہیں جو اُسے روک سکے۔

پلاطوس کی مسیح کو چھوڑ دینے کی کوشش

پلاطوس پر مسیح کی بے گناہی ثابت ہو گئی تھی وہ ہرگز نہ چاہتا تھا کہ مسیح صلیب پا دے۔ چنانچہ لکھا ہے "اس پر پلاطوس اسے چھوڑ دینے میں کوشش کرنے لگا" (یوحنا ۱۹/۱۲) اس نے پہلے یہود کو سمجھانے کی کوشش کی۔ لکھا ہے کہ "پلاطوس نے سردار کاہنوں اور سرداروں اور عام لوگوں کو جمع کر کے ان سے کہا کہ تم اس شخص کو لوگوں کا بہکانے والا ٹھہرا کر میرے

پاس لائے ہو اور دیکھو مَیں نے تمہارے سامنے ہی اس کی تحقیق کی مگر جن باتوں کا الزام تم اس پر لگاتے ہو ان کی نسبت نہ مَیں نے اس میں کچھ قصور پایا نہ ہیرودیس نے۔" پھر کہا " دیکھو اس سے کوئی ایسا فعل سرزد نہیں ہوا جس سے وہ قتل کے لائق ٹھہرتا۔ پس مَیں اس کو پٹوا کر چھوڑے دیتا ہوں" (لوقا ۲۳/۱۴-۲۲) لیکن یہودی نہ مانے اور انہوں نے چلا کر کہا اسے صلیب دے صلیب " اس پر اُس نے ایک اور طریق سے اس کو چھوڑنا چاہا۔ رومی قانون کے مطابق اُسے اختیار تھا کہ وہ عید فسح کے موقعہ پر یہودیوں کے لئے ایک قیدی کو آزاد کر دے" اسلئے وہ یہودیوں کے پاس پھر باہر گیا اور ان سے کہا کہ مَیں اس کا کچھ جرم نہیں پاتا۔ مگر تمہارا دستور ہے کہ مَیں فسح پر تمہاری خاطر ایک آدمی چھوڑ دیا کرتا ہوں پس کیا تم کو منظور ہے کہ مَیں تمہاری خاطر یہودیوں کے بادشاہ کو چھوڑ دوں لیکن انہوں نے چلا کر پھر کہا۔ اس کو نہیں لیکن برابا کو۔ اور برابا ایک ڈاکو تھا۔" (یوحنا ۱۸/۳۸-۴۰)

تیسری دفعہ پلاطوس نے ایک اور رنگ میں کوشش کی۔ اس نے یسوع کو لیکر کوڑے لگوائے اور سپاہیوں نے کانٹوں کا تاج بنا کر اس کے سر پر رکھا اور اسے ارغوانی پوشاک پہنائی اور اس کے پاس آکر کہنے لگے اے یہودیوں کے بادشاہ آداب اور اس کے طمانچے مارے۔"

پلاطوس کا خیال تھا کہ یہودی غیر قوم کے ہاتھوں مسیحؑ کی اس درگت اور ذلت کی حالت کو دیکھکر نرم ہو جائینگے اور اسکی موت کے مطالبہ کو ترک کر دینگے چنانچہ اس نے مسیحؑ کو باہر لا کر انکے سامنے کھڑا کر دیا اور انکے جذبۂ رحم کو ابھارنے کے لئے اس نے مسیحؑ کی طرف اشارہ کر کے کہا " دیکھو یہ آدمی!

لیکن سنگدل یہودی پھر بھی نہ پسیجے کیونکہ لکھا ہے کہ " جب سردار کاہن اور پیادوں نے اُسے دیکھا تو چلا کر کہا مصلوب کر مصلوب۔" (یوحنا ۱۹/۶-۷) اس پر بھی پلاطوس صلیب دینے کے لئے آمادہ نہ ہوا۔ وہ جانتا تھا کہ یہود کو موت کی سزا دینے کا اختیار نہیں ہے وہ انکو ٹالنا چاہتا تھا اسلئے " اُس نے ان سے کہا تم ہی اسے لے جاؤ اور مصلوب کرو کیونکہ مَیں اس کا کچھ جرم نہیں پاتا۔" مگر یہودیوں نے چلا کر کہا اگر تُو اسے چھوڑے دیتا ہے تو تُو قیصر کا خیرخواہ نہیں جو کوئی اپنے آپکو بادشاہ بناتا ہے وہ قیصر کا مخالف ہے۔ (یوحنا ۱۹/۱۲) پھر لکھا ہے کہ " جب پلاطوس نے دیکھا کہ کچھ بن نہیں پڑتا بلکہ الٹا بلوہ ہوتا جاتا ہے تو پانی لیکر لوگوں کے روبرو اپنے ہاتھ دھوئے اور کہا مَیں اس راستباز کے خون سے بری ہوں تم جانو۔" (متی ۲۷/۲۴) ان واقعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پلاطوس کے دل میں مسیحؑ کے لئے ہمدردی پیدا کر دی تھی وہ آپ کو صلیب دینا نہ چاہتا تھا۔

بیشک آخر یہ جا کر پلاطوس نے بزدلی دکھائی اور یہودیوں کے فتنہ کے خوف سے بادل ناخواستہ اس نے انکی خواہش کے مطابق مسیحؑ کو صلیب دینے کیلئے انکے سپرد کر دیا لیکن اسکا دل مطمئن نہیں تھا۔ اسکی بیوی کا منذر خواب اسکے دل میں اندیشے پیدا کر رہا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ کسی طرح مسیحؑ کو موت کے پنجے سے چھڑائے چنانچہ اس کیلئے اس نے درپردہ تدابیر کیں

مذاکرہ علمیہ

کیا حضرت مسیح علیہ السلام کشمیر میں وارد ہوئے تھے؟

ایک پروفیسر صاحب کے مکاتیب کا جواب

(از جناب شیخ عبد القادر صاحب۔ لاہور)

پہلا حصہ

مکرمی معظمی جناب پروفیسر صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کا گرامی نامہ ملا۔ آپ نے یا بو حبیب اللہ صاحب کے رسالہ کا ذکر کیا ہے۔ اُن کی بحث کا جو رنگ ہے اس قسم کی ہے ؎

مذہبی بحث مَیں نے کی ہی نہیں
فالتو عقل مجھ میں تھی ہی نہیں

اگر آپ پوری سنجیدگی سے علمی بحث کرنا چاہتے ہیں جو کہ طعن اور طنز سے بکلّی پاک ہو، لا تنابزوا بالالقاب پر عمل ہو تو بچشم ما روشن دلِ ما شاد۔ اس کے لئے آپ فیصلہ کرلیں مَیں تیار ہوں۔ آپ مجھے کبھی "قادیانی" لکھتے ہیں کبھی "قادیانیت" کا طعنہ دیتے ہیں۔ مَیں آپ کے لئے بالکل نووارد ہوں آپ میرے لئے غیر شناسا۔ اخوّت و مودّت کا ماحول تو پیدا کریں۔ کیا آپ درس گاہوں میں قوم کی آئندہ نسل کو یہی تربیت دیتے ہیں؟

وفاتِ مسیح کے آپ دل سے قائل ہیں۔ حیاۃ مسیح کا عقیدہ "بیل کے سینگوں پر دھرتی کی طرح تھا" کالعدم ہو چکا۔ نوکِ قلم پر صداقت آتے آتے رُک کیوں گئی؟ "کتمانِ شہادۃ" کیا آپ کو روا ہے؟

(۲)

جب حضرت مسیح ناصری علیہ السلام فوت ہو گئے، اُن کی قبر کہیں تو بننا تھی۔ آسمان پر تو نہیں بنی۔ اگر ثابت ہو جائے کہ وہ کشمیر میں مدفون ہیں تو داعیانِ حیاۃ مسیح کا تو حق ہے کہ وہ پریشان ہوں کیونکہ وہ رفع الی السماء کے قائل ہیں۔ آپ وفاتِ مسیح کے قائل! آپ پریشان کیوں ہوتے ہیں؟

قرآن حکیم میں ہے کہ مریم اور ابن مریم کے "ایواء" کا ذکر ہے مصیبتِ عظمیٰ سے نجات کے بعد ایک اونچی سرسبز و شاداب، جاری عیون (چشموں) والی جگہ پناہ دی گئی۔

حدیث شریف میں ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کو وحی

کی گئی کہ وہ ایک مکان سے دوسرے مقام کی طرف منتقل ہوجائیں مبادا پہچان لئے جائیں اور ایذا دی جائے۔

حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم جس بیماری میں رفیقِ اعلیٰ سے جا ملے اس میں جبریلؑ آئے اور بتایا کہ حضرت عیسیٰؑ کی عمر ۱۲۰ سال ہوئی۔ اب آپ فرمائیے کہ اپنی عمر کے ۸۷ سال انہوں نے کہاں بسر کئے؟ ربوہ کونسی جگہ ہے؟ ان کا مدفن کہاں ہے؟

قائلینِ وفاتِ مسیحؑ پر یہ مشترکہ سوال ہے۔ جیسے ہم پر جواب واجب ہے آپ پر بھی لازم ہے۔

ہیرودیس نے بچوں کا قتلِ عام کیا تھا۔ یہ ایک انجیلی افسانہ ہے اب "کالعدم" ہوچکا۔ کسی معاصر تاریخ میں اس کا ذکر نہیں۔ رومن حکومت میں ایسا ہونا اور کانوں کان خبر نہ ہونا ناممکن تھا۔ فرعون نے بچوں کے قتل کا حکم دیا تھا۔ اس بنیاد پر یہ افسانہ گھڑا گیا۔ خود عیسائی مورخین اسے اختراع قرار دے چکے ہیں کین ہال کی کتاب حیاۃ مسیح (Life of Jesus by Cain Hall) میں تفصیل ملاحظہ کرسکتے ہیں۔ آیتِ قرآنی وَآوَيْنٰهُمَا اِلٰى رَبْوَةٍ ..... الخ پر غور کریں۔

سب سے بڑی پناہ تو صلیبی موت سے نجات تھی۔ بچپن کی پناہ تو ثابت نہیں صلیبی حادثہ کے بعد جو پناہ ملی وہ ہم کیوں مراد نہیں لے سکتے؟

(۳)

انسائیکلوپیڈیا آف اسلام میں یوزآسف پر مقالہ دائرۃ المعارف کے اردو ترجمہ کی مدد سے نہیں بلکہ اُس وقت کا پڑھ چکا ہوں جب جُزو جُزو شائع ہو رہا تھا۔ اس کا جواب بھی دے چکا ہوں۔ آج سے سات سال قبل الفضل میں تفصیلی جواب اس مقالہ کا شائع ہوچکا ہے۔ اب مختصر جواب پیشِ خدمت ہے۔

۱۔ بھوش پران میں لکھا ہے کہ حضرت موسیٰؑ کے پیرو برہماورت (شمال مشرقی ہند) کے ماسوا سارے جگت میں منتشر ہیں۔ گویا ہندوستان کے شمال مغرب میں موجود تھے۔

۲۔ پھر لکھا ہے کہ "عیسیٰ مسیح" اپنے وطن سے ہجرت کرکے ہمالہ دیش میں وارد ہوئے۔ آپ کا نام "یوسا شافت" بھی تھا۔ ظاہر ہے کہ یسوع آسف کو سنسکرت میں یوساشافت بنا دیا گیا۔ "یوسا شافت" کا یوزآسف بن گیا۔

۳۔ بدھوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کو بُدھ سَتوا کے رُوپ میں دیکھا۔ سنسکرت کی قدیم کتاب "کیرد ل پتی" میں لکھا ہے کہ توما ہندوستان میں آئے۔ وہ لوگوں کو اپنے آقا یعنی بُدھا کی طرف دعوت دیتے تھے۔ بدھوں نے یوزآسف کو بودا سیپ کر دیا۔ پھر بُدھ ستوا بنا دیا۔ اس طرح بدھا اوتار کی شکل دیدی۔ مسلمان علماء نے یوزآسف اور بوداسیپ کی درمیانی صورت اختیار کی یعنی یوزآسف کہنے لگے۔

۴۔ بعد مُردن بدھا اولیاء کی نعش جلائی جاتی دفن کرنے کا رواج کب تھا؟ جبکہ صحیفہ یوز

کی رُو سے وہ سرینگر میں دفن ہوئے۔

تحت سلیمان (کشمیر) کے کتبوں نے فیصلہ کر دیا کہ یوزآسف سے مراد یسوع پیغمبر بنی اسرائیل ہیں کشمیر کی پُرانی تاریخوں میں یہ کتبے بایں الفاظ درج ہیں :-

۱- دریں وقت یوزآسف دعویٰ پیغمبری می کند۔

۲- ایشاں یسوع پیغمبر بنی اسرائیل است۔

نوٹ- تاریخ حسن نے ان کتبوں میں جو تحریف کی ہے وہ الم نشرح ہو چکی ہے۔

(۴)

سوال- کیا آپ نعمت اللہ ہراتی کی ۱۷ ویں صدی عیسوی کی شجرہ سازی سے قبل کسی مستند ماخذ میں یہ دکھا سکتے ہیں کہ افغانوں کو بنی اسرائیل کہا گیا ہو؟

جواب- دکھا تو بہت کچھ سکتے ہیں لیکن اب تو "غور" میں یہودیوں کی نوآبادی کے آثار تک مل چکے ہیں انہی پر غور فرمائیں شاید بات سمجھ میں آجائے۔ وادیٔ غور سے ملنے والے علماء یہود کے 'سنگ سبز کے لوحِ مزار اور اُن کی عبرانی عبارتیں مُنہ بولتی گواہی ہیں کہ بنی اسرائیل یہاں آباد ہوئے۔ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام میں لفظ "غور" کے نیچے بعض الواح کا ذکر موجود ہے۔ روما سے نکلنے والے جرنل "ایسٹ اینڈ ویسٹ" میں عبرانی الواحِ افغانستان کے انکشاف پر لکھا ہے :-

"افغانستان کے یہودی بہت قدیم زمانہ میں یہاں آباد ہوئے تھے۔ ان کی نوآبادی کے آثار بتاتے ہیں کہ ایران اور افغانستان میں یہودیوں کی آبادی ایک ہی زمانہ سے تعلق رکھتی ہے۔"

(EAST AND WEST, DEC. 1962 P. 312)

افغانوں کے ۴۴ قبائل ہیں۔ وہ سارے بنی اسرائیل تو نہیں بعض قبیلے اس امر کے مدعی ہیں کہ وہ بنی اسرائیل ہیں۔ صحیح بات یہ ہے کہ بنی اسرائیل ایران، غورستان اور کشمیر میں آئے تھے۔ نہ سارے افغان بنی اسرائیل ہیں نہ سارے کشمیری۔ بنی اسرائیل کا خون اس علاقہ کے رگ و پے میں دوڑ رہا ہے ویسے سندھ میں مسلمان آئے تھے کیا سارے سندھی مسلمانوں کی اولاد ہیں؟

مخزنِ افغانی از نعمت اللہ ولی ؒ کے علاوہ لوی محمد علی خان کا رسالہ اسرائیلیہ (۱۸۶۲ء) ملاحظہ ہو۔ قلمی نسخے پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں موجود ہیں۔ بھرش پران کا حوالہ آپ کے سامنے ہے۔ آپ نے مخزنِ افغانی دیکھنے کی تکلیف گوارا نہیں کی۔ خود اس میں بعض پُرانی کتابوں کے حوالے ہیں جن میں بنی اسرائیل کے افغانستان میں آنے کا ذکر ہے۔

مخزنِ افغانی صـ۶ پر فریدالدین احمد کی کتاب رسالہ انساب افغانیہ کا حوالہ ہے۔

خواجہ نذیر احمد صاحب نے "روضۃ الاحباب فی تاریخ الاخیار والانساب" کا حوالہ دیا ہے جو کہ ۱۷۰۰ھ کی کتاب ہے۔

اسی طرح مجمع الانساب ۱۰۵۶ھ، منتخب التاریخ ۱۰۵۶ھ، خلاصۃ الانساب ۱۰۸۶ھ کا حوالہ خواجہ صاحب کی کتاب میں ہے۔

طبقات ناصری سنہ ۱۲۶۰ عیسوی میں لکھی گئی۔ اس کا حوالہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہؑ کی کتاب "مسیح ہندوستان میں" میں موجود ہے۔

ان سب کتابوں میں ہے کہ بنی اسرائیل افغانستان میں آباد ہوئے ہیں۔ حضرت مسیحؑ "رسولاً الیٰ بنی اسرائیل" تھے۔ گمشدہ قبائل کی ہدایت کے لئے انہوں نے بلادِ شرقیہ میں سیاحت اختیار کی۔

(۵)

سوال ۔ کیا آپ پنڈت کلہن کی راج ترنگنی (جو کہ بارھویں صدی عیسوی کی تصنیف ہے) سے لیکر پیرزادہ حسن شاہ کی تاریخ تک کسی کتاب میں یہ دکھلا سکتے ہیں کہ کشمیریوں کو بنی اسرائیل کی اولاد کہا گیا ہو؟

جواب ۔ میں پہلے بتا چکا ہوں کہ صحیح نظریہ یہ ہے کہ بنی اسرائیل کشمیر میں آئے تھے۔ کشمیر میں آرین و منگول نسل کے لوگ ان سے پہلے موجود تھے۔ بنی اسرائیل بھی ان میں جذب ہو گئے۔ کشمیریوں کے خدوخال بتا رہے ہیں ؎

کوئی معشوق ہے اس پردۂ زنگاری میں

آپ کا مطالبہ بھی پورا کر دوں۔ سنہ ۱۸۳۰ء میں عبدالقادر خاں نے "حشمتِ کشمیر" لکھی۔ تاریخ کشمیر کے اس نسخہ کی نقول برٹش میوزیم، رائل ایشیاٹک سوسائٹی بنگال اور پنجاب یونیورسٹی لائبریری لاہور میں موجود ہیں۔ مصنف نے بدیع الدین ابوالقاسم کی تاریخ کشمیر سنہ ۷۷۲ء کے حوالہ سے لکھا ہے کہ کشمیر میں بنی اسرائیل وارد ہوئے تھے۔ کاشغر، غور اور کشمیر میں بنی اسرائیل کے آباد ہونے کا ذکر واضح الفاظ میں کیا گیا ہے۔ (ورق ۸۰-۸۲)

آج سے ایک ہزار سال قبل البیرونی نے یہود کے کشمیر میں آزادانہ داخلے کا ذکر کیا ہے۔ اس زمانہ کی کتاب اکمال الدین میں ہے کہ ظہورِ اسلام سے قبل کے فرمانرواؤں کے دربار میں چالیس علماءِ بنی اسرائیل تھے۔ پہلے ذکر ہو چکا ہے جام منار (افغانستان) سے احبارِ یہود کے الواحِ مزار ملے ہیں۔

(۶)

آپ نے لکھا ہے کہ آیتِ قرآنی وَاٰوَیْنٰھُمَا اِلٰی رَبْوَۃٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِیْنٍ سے مراد بچپن کا واقعہ ہے۔ جواب کا ایک حصہ گزر چکا۔ کچھ مزید باتیں قابلِ غور ہیں۔

آیۂ مبارکہ کا سیاق و سباق ملاحظہ فرمائیں۔ اس جگہ انبیاء، اُن کی دعوۃ اور مکذبین کے انجام کا ذکر ہے۔ آخر میں یٰۤاَیُّھَا الرُّسُلُ کے خطاب میں اشارہ ہے کہ دعوتِ رسالت کے بعد کی باتیں ہو رہی ہیں۔

یہ امر بھی قابلِ غور ہے کہ مریم اور ابن مریمؑ کی زندگی کا عظیم سانحہ واقعۂ صلیب ہے۔ اس حادثہ سے نجات کو چھوڑ کر بچپن کی موہوم پناہ کا ذکر اسلوب قرآن کے خلاف ہے۔ نئی تحقیق ہمیں بتاتی ہے کہ بیت لحم

میں بچوں کا قتل اور اس قتلِ عام کی وجہ سے یوسف نجار و مریم کا فرار انجیلی افسانہ ہے کسی ہمعصر تاریخ میں اس کا ذکر نہیں۔ یہ قصّہ کالعدم ہو چکا ہے۔ مماثلت موسوی کے لئے یہ افسانہ گھڑا گیا۔ فرعون کی طرف سے بچّوں کے قتل کا حکم جاری ہُوا حضرت موسیٰ علیہ السلام بچائے گئے اسی نہج پر انجیلی افسانہ اختراع ہُوا۔ روما جیسی مہذب مملکت میں بچّوں کا قتلِ عام ہو، یہودیوں کے کمانڈر اور محاربات یہود کے عظیم مؤرخ جوزیفس کو بھی اس کا علم نہ ہو جبکہ وہ ہمعصر تھا للعجب! یہ بھی تو بتائیں کہ مصر میں کونسا ربوہ ہے۔ چشموں والی سرزمین جہاں مریم اور ابن مریم کو پناہ ملی، خیالی جنّت نہ بسائیں۔

(۷)

آپ نے لکھا ہے کہ بنی اسرائیل کے اسباطِ عشرہ گُم نہیں ہوئے۔ قرآن حکیم میں ہے وَقَطَّعْنٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اُمَمًا (الاعراف: ۱۶۹) کیا اس میں بنی اسرائیل کے انتشار فی الارض کا واضح ذکر نہیں؟

حضرت مسیح علیہ السلام کہتے ہیں۔ میری اَور بھی بھیڑیں ہیں جو کہ اس بھیڑخانہ میں نہیں۔ مجھے ان کو بھی لانا ہے۔ مَیں بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے لئے مامور ہوں۔ یہود نے کہا۔ کیا یہ بنی اسرائیل کے منتشر قبائل کے پاس جائیگا؟ یہ سب حوالے انجیل میں موجود ہیں۔ (یوحنا ۱۰/۱۶، ۱۲/۳۲ وغیرہ) جن سے آپ مرعوب ہوں گے۔ ہم تو اس کے غلط نظریات کی دھجیاں بکھیر چکے ہیں۔ یہ وہی مستشرق ہے جس نے لکھا ہے کہ اللہ شروع میں ایک قبائلی دیوتا تھا۔ بعد میں سب دیوتاؤں کا خدا مان لیا گیا۔

(۸)

سچی بات نوکِ قلم پر آتے آتے رُک گئی۔ آپ دل سے مانتے ہیں کہ حیاۃِ مسیح کا عقیدہ کالعدم ہو چکا ہے لیکن کھُل کر بات کرنا مصلحت کے خلاف سمجھتے ہیں۔ جب حضرت عیسٰی علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں اور قرآن حکیم نے بتایا کہ مریم اور ابن مریم کو ایک اونچی جگہ پر مصیبتِ عظمیٰ کے بعد پناہ دی گئی یہ جگہ ذات قرار اور چشموں والی ہے تو فرمائیے یہ جگہ کونسی ہے؟ اگر تاریخ و آثار یہ بتائیں کہ وہ جگہ کشمیر میں ہے تو پریشان ہونے کی کیا ضرورت ہے۔ سرزمینِ کشمیر میں کوئی پیغمبر دفن نہیں ہو سکتا؟ بڑی تسلّی سے تحقیق کریں۔ وفاتِ مسیح کے آپ قائل ہو چکے ہیں کشمیر ملنے والا ہے۔ قبرِ مسیح پر فاتحہ کہنے کے لئے بھی تیار ہو جائیں گے وباللہ التوفیق۔

(۹)

بنی اسرائیل کے جلاوطن پیغمبر حضرت حزقی ایلؑ بابل میں تھے۔ دانیال بابل، میدیا و فارس میں پیغامِ خدا پہنچاتے رہے۔ پہلے پیغمبر عراق میں اور دوسرے شُوسہ میں دفن ہیں۔ کیا یہ اسباطِ یہود کے پیغمبر نہیں تھے؟ صاف ظاہر ہے کہ یہود بابل و ایران میں لائے گئے۔ وہاں سے وہ ہندوستان کے شمال مغرب میں آئے۔ بائیبل کے صحیفہ آستر میں فارسی سلطنت کے ہندی صوبہ میں یہود کے بسنے کا ذکر ہے۔ کیا ان حقائق کو آپ آسانی سے جھٹلا سکتے ہیں؟ حزقی ایل کو قرآن حکیم میں ذوالکفل کہا گیا۔ عراق کے مقام "کفیل" میں ان کا مقبرہ ہے۔ دانیال شُوسہ (ایران) میں دفن ہیں۔ علماء بنی اسرائیل کے مزار غور (افغانستان)

میں ملے ہیں۔ کاشغر میں مزارِ مریم ہے اور "ماری کا مقبرہ" کہلاتا ہے۔ رسولًا الیٰ بنی اسرائیل کا مزار کشمیر میں ہے۔ بنی اسرائیل ان سب جگہوں پر بسے ہوئے ہیں۔
سردست اِن گزارشات پر دعوتِ غور و فکر ہے۔

دوسرا حصّہ

آپ کا گرامی نامہ مل گیا۔

یوزآسف پر ڈی۔ ایم۔ لانگ نے ایک مبسوط کتاب WISDOM OF BILABAR کے نام سے لکھی ہے۔ میں نے وہ کتاب بالاستیعاب دیکھی ہے۔ آپ کے ذہن میں جتنے حوالے ہیں سب اس کتاب میں موجود ہیں۔ تحقیق کے اس باب میں قدیم ترین حوالہ بھوش پران کا ہے اسے نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ قرونِ وسطیٰ کے حوالے، جن میں یوزآسف کی کہانی کے گوناگوں مظاہر ہیں سب بگڑی ہوئی شکلیں ہیں۔ یوزآسف کے منہ پر گوتم بدھ کا ماسک (MASK) لگایا گیا، پھر بدھ ستوا کا پھر کسی اور کا۔ اصل چہرہ نظروں سے اوجھل رہتا ہے۔

وید اور پران تاریخِ ہند کا ماخذ ہیں۔ اساطیرِ ہنود میں تاریخی شخصیتوں کا بیان ہے۔ دیومالائی کہانیوں میں بھی تاریخی مواد موجود ہوتا ہے اسے کشید کرنا مورخ کا کام ہے لیکن یہاں تو کوئی ایسی کہانی نہیں سیدھی سادی بات ہے۔

بھوش پران، نواں پران ہے۔ اس کے ایک نسخہ میں تورات کی کتاب پیدائش کا ایک باب درج ہے۔ اس کے متفقہ متن میں یہودیوں کا ذکر ہے کہ وہ سارے جگت میں پھیلے ہوئے ہیں۔ برہمنوں کے پوتّر علاقے کو چھوڑ کر سب جگہ وہ موجود ہیں۔

پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہے کہ وہ ہمالہ دیش میں تشریف لائے۔ قوم کے ستانے پر وہ یہاں ہجرت کر کے آگئے۔ ان ابواب کا ترجمہ مہاشہ لکشمن نے

"بھوش پران کی الوچنا"

میں دیا ہے۔ ڈاکٹر بھٹناگر کا ترجمہ خواجہ نذیر احمد صاحب مرحوم کی کتاب میں اور پروفیسر کوسامبی کا ترجمہ Jesus in Rome میں شائع ہوا ہے۔

مختصر یہ کہ بھوش پران کے اضافات میں دو روایتیں درج ہیں دونوں میں حضرت مسیحؑ کی آمدِ ہندوستان کا واضح ذکر ہے۔ فرماتے ہیں کہ میرا نام عیسیٰ مسیح کے علاوہ یوساشافت (یسوعا آسف) ہے۔ ظاہر ہے کہ یسوعا آسف سے یوزآسف بنا ہے۔ بعد ازاں بدھوں نے بُدھ ستوا کے نام سے یہ کہانی منسوب کر دی۔ اِس طرح یوزآسف اور "بُدھ سپ" خلط ملط ہو گئے اصل شخصیت گم ہو گئی۔ بھانت بھانت کی بولیاں سنائی دینے لگیں۔ یہ ہے میری تحقیق کا خلاصہ۔

یہ مسلّمہ ہے کہ بھوش پران کے حوالے پرانے گمشدہ ینابیع سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان میں بلادِ شرقیہ میں یہود کے انشعاب اور حضرت مسیح علیہ السلام کی آمدِ ہند کا سیدھا سادہ ذکر ہے جو کہ بعد میں بُدھ ستوا کی کہانیوں میں اُلجھ کر رہ گیا۔ نوبت بایں جا رسید کہ ع

ڈور کو سلجھا رہا ہوں اور سرا ملتا نہیں

آپ کے زیرِ نظر جتنے حوالے ہیں وہ بُدھ چرتر،

بدھ ستوا اور بوداسف کا معجون مرکب ہیں۔ اصل اجزاء کو الگ کرنا بہت مشکل ہے۔ اس "دفترِ بے معنی" کو غرقِ مے ناب کیجیئے اور آئیے سیدھی سادی بات کی طرف جو کہ قدیم ترین تاریخی ذرائع کی مرہونِ منّت ہے۔ مَیں نے ساری کہانیوں کو پڑھ کر ایک سہل اور سادہ نتیجہ اخذ کیا ہے۔ بھوشیہ پران کے حوالوں پر غور کریں مَیں نے خلاصہ عرض کر دیا ہے۔ بعض باتیں آپ کو دعوتِ فکر دیتی ہیں۔

(۱)

ایک طرف یہودی شمال مغربی ہند میں آئے۔ جُوزجان یعنی "افغان ترکستان" کا دارالخلافہ زمانۂ قدیم میں "الیہودیّۃ" تھا جسے بعد میں میمنہ کہا گیا۔ (انسائیکلوپیڈیا آف اسلام زیرِ لفظ جُوزجان) اگر یہود ادھر نہیں آئے تھے تو الیہودیّہ کا نام کہاں سے آ گیا؟

(۲)

غورستان (افغانستان) سے دو درجن کے قریب عبرانی علماء کے الواحِ مزار ملے ہیں ان پر ماہرینِ آثارِ قدیمہ نے بہت کچھ لکھا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ یہاں ایک یہودی کالونی تھی اور یہ افغان روایت کہ بنی اسرائیل ان میں جذب ہوئے درست ہے۔

(۳)

بدیع الدین کی تاریخ کشمیر (م ۱۷۷۶ء) میں ہے کہ بنی اسرائیل کشمیر، کاشغر اور غور میں آباد ہوئے تھے آثارِ قدیمہ نے اس روایت کی تصدیق کر دی ہے۔

(۴)

البیرونی کہتا ہے کہ یہود کو کشمیر میں داخلہ کی کھلی چھٹی تھی جبکہ باقیوں پر کڑی نگرانی رکھی جاتی۔ اس پس منظر میں "رسولًا إلی بنی اسرائیل" کی کشمیر میں آمد کو دیکھنا چاہیئے۔

صاحب المنار نے واشگاف الفاظ میں اس تحقیق کی تائید کی ہے کہ حضرت مسیحؑ کشمیر میں آئے۔ علامہ رشید رضا وفاتِ مسیحؑ کے قائل ہیں۔ آپ دوبارہ تفسیر المنار دیکھیں مَیں نے "بیت القرآن" میں جا کر دیکھی ہے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی تحقیق پر مشتمل مضمون تفسیر کے دو صفحوں پر پھیلا ہوا ہے۔ یہ حصہ قابلِ دید ہے۔

تیسرا حصّہ

(۱)

آپ کا مکتوبِ گرامی ملا۔ دورانِ جنگ آپ کی خیریت معلوم کرنے کے لئے بیقرار رہا۔ شکر ہے کہ آپ بخیر و عافیت ہیں۔ سقوطِ ڈھاکہ کے بعد ہماری خیر و عافیت کیا معنی رکھتی ہے۔ الکُفرُ ملّۃٌ واحدۃ مسلمان افتراق کا شکار

یہ پھُوٹ کا ثمرہ ہے۔

اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُون۔

آج سے بیس سال قبل ایک مردِ حق آگاہ نے یہ انتباہ کیا تھا کہ اگر مسلمان اسی طرح پھُوٹ کا شکار رہے اور کفر ملّتِ واحدہ تو مجھے لفظ سِین افق پر لکھا ہوا نظر آتا ہے۔

سپین کے مسلمانوں کی تاریخ ڈھاکہ میں دُہرائی گئی تلک الایّام نداولھا بین الناس۔ اب بھی وقت ہاتھ سے نہیں گیا مسلمان اگر مذہبی اور سیاسی طور پر "کلمۃ سواء" پر جمع ہو جائیں تو تلافیٔ مافات ہو سکتی ہے۔

(۲)

بھوش پران پر تحقیق چوٹی کے سنسکرت علماء کر چکے ہیں۔ ان کا متفقہ فیصلہ ہے کہ اس میں عیسیٰ مسیح کی ہمالہ دیش میں آمد کا واضح ذکر ہے۔

TATA INSTITUTE OF FUNDAMENTAL RESERCH کے پروفیسر ڈی۔ ڈی۔ کوسامبی کا ترجمہ *Jesus in Rome* میں شائع ہو چکا ہے۔ ٹائپ کاپی ارسال ہے۔

ڈاکٹر کوسامبی کہتے ہیں کہ ہمالہ دیش میں حضرت مسیح کی آمد کے دوؔ متن بھوش پران میں درج ہیں۔ ایک بنیادی متن ہے اور ایک ثانوی۔ دونوں متن ایک باب میں یکجا ہیں۔ بنیادی متن میں ہے کہ میرا نام "عیسیٰ مسیح" ہے۔ ثانوی متن میں "عیسیٰ مسیح" کے علاوہ "یوسا شافت" نام بھی آیا ہے۔ ظاہر ہے کہ یوسا شافت نام "یسوعا آسف" سے بگڑا ہے۔ یوسا شافت نام بعد میں مشہور ہوا اسلئے بنیادی متن میں یہ نام درج نہیں۔ اس ترتیب سے پتہ لگتا ہے کہ آپ کا نام عیسیٰ مسیح تھا۔ آپ یسوعا آسف بھی کہلائے جو کہ بعد میں بگڑ کر یوسا شافت ہو گیا۔ یوسا شافت سے یوز آسف بنا۔ مرورِ زمانہ کے باعث یوسا شافت اور بُدھ سَتو اخلط ملط ہو گئے اس سے بوداسف بن گیا۔ اگر یہ اختلاط نہیں ہوا تو صحیفہ یوز آسف میں حضرت مسیح کی تماثیل اور آسمانی بادشاہت کا پیام کس طرح درج ہو گیا؟ میں ہے اس نظریہ پر آپ کو دعوتِ فکر دیتا ہوں۔

(۳)

آپ کی پیش کردہ تحقیق "بوداسپ" کا خلاصہ یہ ہے کہ اس نام میں بُدھ سَتوا کی جھلک ملتی ہے مجھے اس سے پورا اتفاق ہے۔ یوز آسف میں یوسا شافت کی جھلک کیوں موجود نہیں؟ مجھے صرف اس امر سے اختلاف ہے۔ صحیفہ یوز آسف میں بُدھ کی تعلیمات اور حضرت مسیح کی باتیں یکجائی طور پر ملتی ہیں۔

انسائیکلوپیڈیا آف اسلام میں لکھا ہے :-

"کتاب بلوہر و بوداسف کسی ہندوستانی بدھ تصنیف کا براہِ راست ترجمہ نہیں ہے۔ بلکہ مختلف مآخذ سے مرتب کی گئی ہے اور بدھ کی اسطوری زندگی کے واقعات پر مبنی ہے۔ اس میں غیر ہندی الاصل تمثیلی کہانیاں پائی جاتی ہیں جن میں انجیل کی دانہ بونے والے کی کہانی بھی شامل ہے۔"

پھر لکھا ہے :-

"بلوہر و بوداسف نسخہ بمبئی (۱۳۰۶ھ مطابق ۱۸۸۸-۱۸۸۹ء) موجودہ تمام نسخوں میں سب سے زیادہ مفصل و مکمل ہے۔"

یہ وضاحت بھی کی گئی :-

"یہ نسخہ مع الحاقات از کتاب الہند ہے۔"

ظاہر ہے کہ یوذ آسف کی کہانی بدھ کی زندگی اور حیاتِ مسیح کو جوڑ کر بنائی گئی۔ یہی وجہ ہے کہ بدھ کا لقب بدھ ستوا اور حضرت مسیح کا نام یوساشافت خلط ملط ہو گئے۔

اس پر قرینہ یہ ہے کہ ہندوستان کے بدھ حضرت مسیح کو بدھ ستوا کہتے تھے۔ جنوبی ہند کی قدیم سنسکرت کتاب کیرول پتی میں لکھا ہے کہ توما ہند میں "ایک بدھا" کی طرف لوگوں کو دعوت دیتے تھے جو کہ اسکے آقا تھے۔ تبت کی خانقاہوں سے حضرت مسیح کے حالات ملے ہیں۔ ان میں لکھا ہے کہ آپ جب ہند میں آئے تو بدھوں نے آپ کو بدھ ستوا کے روپ میں دیکھا۔ کیونکہ بدھ نے پیشگوئی کی تھی کہ میرے بعد ایک بدھا آئے گا۔ گویا آپ بدھ ستوا اور یسوعا آسف کے نام سے مشہور ہوئے۔ بعدازاں یہ لقب بالترتیب "بودست" اور "یوساشافت" بن گئے اور یکجا ہو کر یوذ آسف۔

(۴)

آپ فرماتے ہیں کہ ۱۵ ویں صدی میں کشمیر میں سلطان زین العابدین کے عہد میں مصر سے ایک سفیر یوزاسپ وارد کشمیر ہوا محلہ خانیار میں اسی کا مزار ہے۔ ملا احمد ملک الشعراء نے وقائع کشمیر میں سفیر مصر

یوزاسپ

کا ذکر کیا ہے۔ جواباً گزارش ہے کہ ملا احمد سلطان زین العابدین (بڈشاہ) کے دربار سے متعلق تھے انہوں نے کہاں لکھا ہے کہ سفیر مصر محلہ خانیار میں دفن ہیں؟ صرف یہ ذکر ہے کہ یوزاسپ نامی سفیر مصر سے آیا اور انہوں نے سید نصیر الدین کی رفاقت میں زندگی بسر کی۔ الفاظ یہ ہیں:- "پس یوزاسپ بموافقت ومرافقت سید موصوف عمرِ خود را درین بسر برد" مزار کا کوئی ذکر نہیں۔ اگر یہ پندرھویں صدی کا مزار تھا تو کچھ ہی بعد کے مورخینِ کشمیر کو یہ لکھنے کی کیا ضرورت تھی کہ یہ حضرت مسیح ملقب بہ یوزآسف کا مزار ہے (قلمی نسخہ تاریخ کشمیر) یہ ایک پیغمبر اہلِ کتاب کا مزار ہے (حشمتِ کشمیر) یا ایک حواری کا مزار ہے (واقعاتِ کشمیر از بدیع الدین)۔

یہ نبی صاحب کا مزار کیوں مشہور ہوا؟ اگر یہ ۱۵ ویں صدی کا مزار تھا تو بھوشن پران میں یوساشافت کی کشمیر میں موجودگی کا ذکر کہاں سے آ گیا؟ بھوشن پران کا حوالہ کم از کم ۱۵ ویں صدی سے تو بہت پہلے کا ہے۔ ایک ہزار عیسوی میں اکمال الدین نامی کتاب مرتب ہوئی اس میں لکھا ہے کہ یوذ آسف کشمیر میں مدفون ہیں۔ عہدِ عباسیہ میں صحیفۂ یوذ آسف کا عربی میں ترجمہ ہوا۔ اس میں بھی اہلِ ہند کی اسی روایتِ قدیم کا ذکر ہے کہ یوذ آسف اگلے وقتوں کا ایک پیغمبر تھا۔ وہ سفرِ دُور دراز کے بعد کشمیر میں پہنچا۔ یہاں اس کا مزار بنا۔ پندرھویں صدی کا یوز آسف قرونِ اولیٰ پھر قرونِ وسطیٰ میں کیسے پہنچ گیا؟ اسے کہتے ہیں ؎

دَوڑ پیچھے کی طرف اے گردشِ ایّام تو!

پھر یہ بھی تو بتائیے۔ مصر میں یوزاسپ نام کیسے مروّج ہو گیا؟ ایک بدھ نام مصر کے مسلمان یا اہلِ کتاب رکھیں یہ امر بعید از قیاس ہے۔ ہمعصر تاریخ بالکل خاموش ہے کہ کس سفیر کا نام یوزاسپ تھا۔

اس عقدہ کا حل آسان ہے۔ عہد بڈشاہ میں سید نصیر الدین ایک باکمال صوفی تھے۔ ان کے حلقۂ ارادت میں مصر سے آمدہ ایک سفیر شامل ہو گیا جو کہ اعتقادِ موسیٰؑ سے تھا۔ سید نصیر الدین چونکہ مزار یوز آسف سے عقیدت رکھتے تھے، کشف القبور کے ذریعہ یہاں سے برکاتِ نبوت کی خوشبو پا چکے تھے انہوں نے اپنے اہل کتاب رفیق کا نام یوز آسپ رکھ دیا۔ وجہ مماثلت یہ تھی کہ حضرت یوز آسف پیغمبر اہل کتاب تھے اور مغرب سے کشمیر میں آئے تھے۔ اور سفیر (رسول) مصر بھی اعتقادِ موسیٰؑ سے تھا اور مغرب سے سفرِ دور دراز کے بعد آیا تھا۔ یہ لقب تھا جو کہ سید نصیر الدین نے خود رکھا۔ وفات کے بعد سید نصیر الدین حضرت یوز آسف کے جوار میں دفن ہوئے۔ سفیر مذکور کہاں دفن ہیں؟ تاریخِ کشمیر اس بارہ میں خاموش ہے۔

سید زین العابدین کے درباریوں اور سفراء کی فہرست دوسرے ہمعصر مؤرخین نے بھی دی ہے، یوز آسپ کا کہیں ذکر نہیں (سلاطین کشمیر) ظاہر ہے کہ یہ ایک لقب تھا ان کا اصلی نام کوئی اور تھا۔

(۵)

کشمیر کی ایک قدیم تاریخ میں لکھا ہے کہ حضرت مسیحؑ یوز آسف کے نام سے کشمیر میں مشہور ہوئے محلہ خانیار میں اُن کا مزار ہے۔ اُن کے نام کے کتبات کوہ سلیمان پر لکھے گئے۔ آپ فرماتے ہیں کہ یہ حوالہ خواجہ نذیر احمد صاحب کا "تاریخی فراڈ" ہے اس طرح کا کوئی قلمی نسخہ موجود نہیں ہے۔ جواباً گزارش ہے کہ آج سے دس سال قبل ہمارے قادیان کے مشن نے اس تاریخ کے بارہ میں سرینگر کے ڈائریکٹر ریکارڈز سے خط و کتابت کی تھی۔ ان کا جواب آیا تھا (جو کہ میرے سامنے ہے) لکھتے ہیں:۔

"یہ کتاب تاریخ کشمیر میں سب سے نمایاں حیثیت رکھتی ہے اس لئے اس کو *Laminate* کرایا جائے۔ *Lamination* کا کام یا تو پشاور یا واشنگٹن، امریکہ یا نئی دہلی کے ریکارڈ آفس میں ہو سکتا ہے۔ اس تاریخ کی دوسری کاپی کچھ کشمیری حضرات کے پاس لاہور میں موجود ہے جو "وانچو" کے نام سے موسوم ہیں۔ ان کا پتہ ڈاکٹر محی الدین صوفی مؤلف *Kashir* سے دریافت فرمالیں"

افسوس اس تاریخ کی تلاش میں ہم سے تساہل ہوا۔ اب اس کاپی کی تلاش جاری ہے۔ آپ اسلامک ریسرچ لائبریری اسلام آباد سے رجوع کریں شاید وہاں قلمی نسخوں میں موجود ہو۔

مکرم خواجہ نذیر احمد صاحب مرحوم نے مجھے خود بتایا کہ سری نگر میں جس شخص کے پاس تاریخ قدیم کشمیر کا نسخہ تھا وہ غالباً دو ہزار روپے مانگتا تھا۔ میں نے کچھ وقت کے لئے نسخہ لیکر ایک ورق کا عکس

حاصل کر لیا اور نسخہ اسے واپس کر دیا۔ میں نے کہا
آپ نے ہر قیمت پر نسخہ حاصل کر لینا تھا۔

ظاہر ہے کہ یہ نسخہ کوئی "فراڈ" نہیں نہ "حقیقت"
ہے۔ علم دوست حضرات کو عجلت میں رائے قائم
نہیں کرنا چاہیئے۔

بھوش پران کے حوالہ کی فوٹو کاپی میرے
ایک دوست کے پاس موجود ہے ان سے حاصل
کر کے مزید کاپیاں کرانے کا ارادہ ہے۔ ایک کاپی
آپ کی خدمت میں بھیج دوں گا۔

(۶)

مؤرخ کشمیر محمد الدین فوق نے "رہنمائے کشمیر"
میں یہی بات لکھی ہے کہ سلطان زین العابدین کے
عہد میں سفیر مصر یوزآسپ کشمیر آیا تھا۔ ہو نہ ہو محلّہ
خانیار کا مزار اُسی کا ہے۔ میں حیران ہوں کہ قرونِ
اولیٰ سے لیکر عہدِ وُسطیٰ تک یُوزآسف کے کشمیر میں
آنے کا ذکر ہمیں ملتا ہے اور تشریف لائے پندرھویں
صدی میں۔ ایں چہ بوالعجبیست؟

عہدِ عباسیہ کے صحیفہ یوزآسف میں صاف
لکھا ہے کہ اہلِ ہند کی روایت کے مطابق یوزآسف
کی وفات کشمیر میں ہوئی۔ وہاں ان کا مدفن بنا۔ دسویں
صدی کی کتاب اکمال الدین میں یہی بات دُہرائی گئی۔
پھر عہد بعہد اس بات کا اعادہ ہُوا۔

بھوش پُران کا حوالہ سب سے پُرانا ہے کہ حضرت
مسیح کشمیر میں آئے اور نام یُوساشافت (یُوزآسف)
اختیار کیا۔

کون تاریخ کا طالب علم یہ مان سکتا ہے کہ
جس یوزآسف کی آمد آمد کا ذکر قرونِ اولیٰ سے لیکر
پندرھویں صدی تک ہوتا رہا وہ اتنے لیٹ تھے
کہ اس دور کے آخر میں پہنچے۔ اس قسم کی مضحکہ خیز
باتیں نہ تو کسی پُرانے مؤرخِ کشمیر کو زیب دیتی ہیں نہ
کسی نئے کو۔

علمائے یورپ کے لکھے کو حرفِ آخر سمجھنا ہمیں
زیب نہیں دیتا۔ اننتا کا پابند ہو گیا کشن نگر کا کشمیر
بن گیا۔ بُدھ سَتوا کا یوزآسف۔ یہ سب کچھ اسلئے
ٹھیک ہے کہ ڈی۔ ایم۔ لانگ نے لکھ دیا بُدّا آسف
کا یوزآسف اس لئے ٹھیک نہیں کہ علمائے مشرق کی
تحقیق ہے۔

مانی کے عہد کے ترکی نسخے کا آپ نے ذکر
کیا ہے۔ اس میں چند حروف محفوظ ہیں نتائج وہ
نہیں جو آپ نے پڑھے ہیں۔ میں تفصیل میں نہیں جانا
چاہتا۔ بہرحال بوداسپ بھی ثابت نہیں کہ اس میں
واضح طور پر لکھا ہو۔

میں آپ کو اساطیرِ ہند سے نکال کر بھوش
پُران کے بیّن بیانات کی طرف لانا چاہتا ہوں۔
تختِ سلیمان کے کتبات کے بُجھے بُجھے نقوش اُجاگر
کرنا چاہتا ہوں۔ افغانستان کے آثار سے
نکلنے والے عبرانی الواح مزار دکھانا چاہتا ہوں۔
ڈی۔ ایم۔ لانگ ہمیں بھول بھلیوں میں دھکیلنا
چاہتے ہیں۔ تاریخی حقائق بڑی حد تک واضح ہو چکے
ہیں۔ میں آپ کو دوبارہ غور و فکر کی دعوت

دیتا ہوں۔

(ا)

یسوعا آسف سے یوزآسف بنا اور بدھستوا سے بودسف۔ الگ الگ ناموں سے یہ لفظ بنے۔ اصل ناموں کا بگاڑ کس طرح ہوا؟ دو امکانی صورتیں درج ذیل ہیں:۔

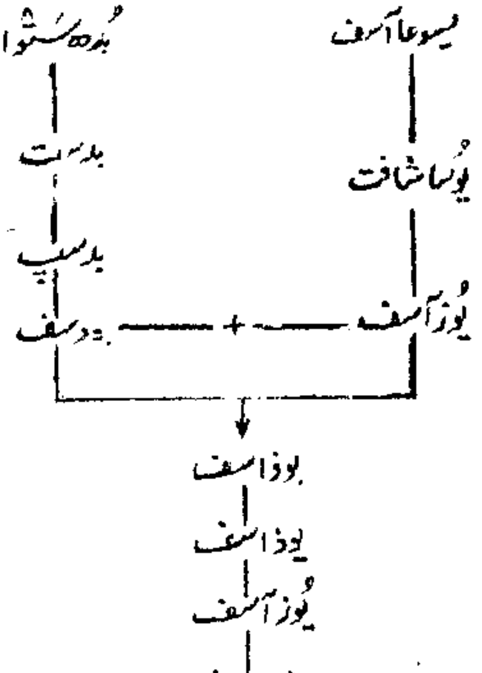

(ب)

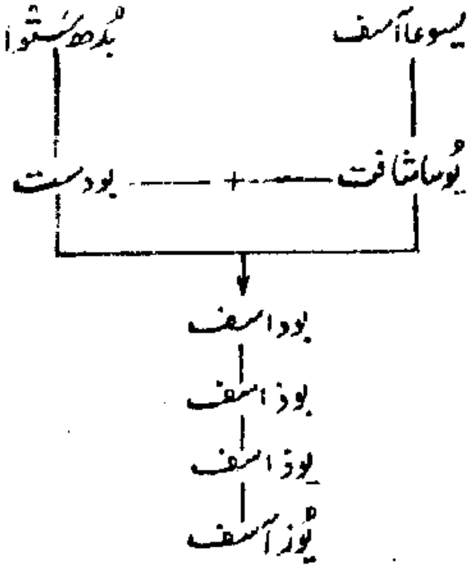

ایک اہم سوال پر مشتمل مکتوب

ساہیوال سے محترم جناب میاں محمد عمر صاحب لکھتے ہیں:۔

مکرمی جناب مولوی صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ آپ خیروعافیت سے ہونگے۔ میں الفرقان کا باقاعدہ خریدار ہوں۔ اسکے بلند پایہ مضامین سابقہ ریویو آف ریلیجنز کے اعلیٰ معیار کی یاد تازہ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو لمبی کام کرنیوالی باصحت زندگی عطا فرمائے آمین۔ ان دنوں میں رخصت پر ہوں اور پرانے الفرقان کے فائل دیکھ کر لطف اندوز ہو رہا ہوں۔ ان ہی رسائل میں آپ کی طرف سے بیان کئے ہوئے معنے آیت یَتْلُوْہُ شَاهِدٌ مِّنْهُ پر تنقیدی نظر سے گزری۔ اس آیت کے متعلق میرے ذہن میں بہت دیرینہ الجھن ہے جو پھر ابھر آئی اور اسکے متعلق آپ کی طرف رجوع کر رہا ہوں۔ آیت اس طرح ہے اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ۔ ہماری طرف یہ معنے کئے جاتے ہیں کہ مَنْ سے مراد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو روشن دلیل رکھتے ہیں۔ یتلوہ شاھدٌ سے مراد آپ کے بعد آنے والا عظیم الشان گواہ مسیح موعود علیہ السلام ہیں اور اس سے قبل کتاب موسیٰ امام اور رحمت تھی۔ مَنْ چونکہ لفظاً مفرد ہے اسی لئے یَتْلُوْهُ میں اور شَاهِدٌ مِّنْهُ میں "ہ" کی ضمیر واحد ہے۔ ان معنوں کی صحت پر حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی تفسیر شاہد ہے۔ اس کے برخلاف مولوی محمد علی صاحب نے مَنْ سے مراد عام مومن لئے ہیں یَتْلُوْهُ سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

لئے ہیں اور "ہ" کی ضمیر بَیِّنَةٍ کی طرف معنًا راجع کی ہے جس سے مراد قرآن مجید ہے۔ اور یہ معنے کئے ہیں کہ — قرآن مجید کو رسول پاکؐ جو خدا کی طرف سے شاہد ہیں پڑھتے ہیں۔ اکثر مفسّرین بھی اسی طرف گئے ہیں اور دلیل اس کی یہ دیتے ہیں اُولٰٓئِكَ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ میں اُولٰٓئِكَ کا اشارہ مَنْ ہی کی طرف ہو سکتا ہے۔ مشارٌ الیہ از روئے گرامر محسوس ہونا چاہیئے یعنی لفظًا مذکور ہونا چاہیئے نہ کہ محذوف۔ ہم اُولٰٓئِكَ سے مراد وہ لوگ لیتے ہیں جن کے لئے کتاب موسیٰ امام اور رحمت بنی۔ یعنی ہم اُولٰٓئِكَ کے مشارٌ الیہ کو عبارت میں محذوف مانتے ہیں۔ یہ اعتراض کافی عرصہ ہوا مجھ پر ایک غیر احمدی عالم نے بھی کیا تھا۔ اپنے طور پر میں نے کافی چھان بین کی لیکن حل نہ ملا۔ پھر ملازمت کی مصروفیت میں یہ بات ذہن سے اُتر گئی۔ جب پرانا رسالہ پڑھا جس میں بہائیوں نے مَنْ سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مومن دونوں لئے ہیں اور آپ کی تنقید پڑھی تو پھر وہ بات یاد آ گئی اور آپ کو تکلیف دے رہا ہوں امید ہے کہ آپ اسکی وضاحت فرما کر مشکور فرمائیں گے۔ مختصراً سوال حسب ذیل ہیں:

(۱) بروئے گرامر اُولٰٓئِكَ جو اشارہ بعید ہے کا مشارٌ الیہ لفظًا عبارت میں مذکور ہونا چاہیئے۔ جو چیز محذوف یا مقدر ہو اسکی طرف اسم اشارہ نہیں ہو سکتا۔ قرآن مجید اور گرامر سے مثالیں اگر ہو سکیں تو تحریر فرما دیں۔ (۲) کیا کسی سابق مفسّر نے بھی یہ معنے کئے ہیں جو ہم کرتے ہیں مع حوالہ تحریر فرما کر مشکور فرمائیں۔ اگر جواب الفرقان میں بھی شائع فرما دیں تو مناسب ہوگا کیونکہ کئی اصحاب ممکن ہے اس مشکل کو محسوس

(باقی ص ۴۸ پر)

مناجات

(از جناب ماسٹر محمد ابراہیم صاحب شادؔ)

مرے مولا مری بگڑی بنا دے
مری خوابیدہ قسمت کو جگا دے
جو اپنا سر ترے در پر جھکا دے
نہیں ممکن کہ تُو یونہی اُٹھا دے
پریشاں خاطر و آشفتہ جاں ہُوں
سکونِ قلب۔ تسلیم و رضا دے
مری سب مشکلیں آسان کر کے
جو بادل غم کے چھائے ہیں اُڑا دے
رہے سر میرا تیرے آستاں پر
ہمیشہ مجھ کو توفیقِ دُعا دے
تری فرقت میں پیارے جاں بہ لب ہوں
مریضِ عشق کو اپنے دوا دے
بدل دے وصل سے ساعاتِ فرقت
مجھے چہرہ دِکھا۔ اپنی لِقاء دے
برہنہ کر دیا عصیاں نے مجھ کو
تُو اپنی مغفرت کی اِک رِدا دے
ترا رُوئے منوّر دیکھ لُوں میں
جو حائل ہیں وہ سب پردے اُٹھا دے
جلا کر دل کا سب غِلّ و تکدّر
تُو اپنے نور کی اس کو جِلا دے
تری مخلوق کا راندہ ہُوا ہوں
تُو اپنی رحمتوں کا آسرا دے

رواں آنکھوں سے ہیں اشکِ ندامت
مری ساری خطاؤں کو بھلا دے
قبولیت ملے میری دُعا کو
مجھے کچھ ایسی طرزِ التجا دے
ترے افضال کا طالب ہوں پیارے
مجھے اِک قوّتِ جذب و وفا دے
سُنا ہرگز نہ مجھ کو "لن ترانی"
بس اپنے پیار کا جلوہ دکھا دے
مرا دل ہو تری خشیت سے معمور
تو اپنی بارگاہ سے اِتقا دے
مئے عرفاں مجھے ایسی پلا دے
جو میری تشنگی ساری مٹا دے
ہُوا برپا تلاطم خیز طوفاں
مری ناؤ کنارے پر لگا دے
بہت کمزور ہوں اور ناتواں ہوں
مرے مالک! مری ڈھارس بندھا دے
پڑا ہوں مدّتوں سے آستاں پر
تو اپنے قُرب کی راہیں بتا دے
مصائب میں تو فرما دستگیری
تو اپنے رحم کا پلڑا جھکا دے
مجھے عرفان دے نور و ضیا دے
مجھے اِک بندۂ مومن بنا دے
نگاہِ لُطف سے دل شاد کر کے
مسرّت کا تو اِک قلزم بہا دے

عالمگیر ٹریولز کارپوریشن

اب احباب کو باہر جانیکی ضرورت نہیں بلکہ گھر بیٹھے ہی دنیا کی کسی ایئر لائنز (پی آئی اے۔ شالیمار۔ کویت۔ آریانا افغان۔ بی او اے سی۔ کے ایل ایم۔ ایس اے ایس لفتھانزہ۔ سیرین۔ عراق) کی ہم سے بکنگ کروائیں۔

احبابِ جماعت اسٹیٹ بنک کی اجازت اندرون و بیرونِ ملک سفر کے لئے دنیا کی کسی ایئر لائنز کے ٹکٹ اور دیگر سفری سہولیات ہم سے حاصل کریں۔ فون کے ذریعہ اور خط کے ذریعہ بھی ہر قسم کی سہولت مہیا کی جاتی ہے۔

مینجر عالمگیر ٹریولز کارپوریشن
بشارت مارکیٹ ربوہ

ہر قسم کا سامانِ سائنس

واجبی نرخوں پر خریدنے کے لئے

الائیڈ سائنٹیفک سٹور

گنپت روڈ لاہور

کو

یاد رکھیے

ایک دواخانہ

جسے

خود حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ نے ۱۹۱۱ء میں اپنے مبارک ہاتھوں سے اپنے چند شاگردوں کیلئے جاری کیا

اس دواخانہ کی ایک کڑی

'حکیم نظام جان اینڈ سنز'

کی شکل میں مسلسل ساٹھ برس سے خدمتِ انسانیت میں بہتر سے بہتر طور پر مصروفِ عمل ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے شاگرد والدِ مکرم حکیم نظام جان صاحب اس دواخانہ کی سرپرستی فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنی دُکھی مخلوق کی بہتر خدمت کی ہمیں توفیق بخشتے رہیں۔

میسرز حکیم نظام جان اینڈ سنز گوجرانوالہ و ربوہ

روزنامہ

الفضل ربوہ

الفضل ہمارا، آپ کا اور سب کا اخبار ہے

اس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات کے اقتباسات، حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ کے رُوح پرور خطبات، علمائے سلسلہ کے اہم مضامین، بیرونی ملکوں میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی کی تفاصیل اور اہم ملکی اور عالمی خبریں شائع ہوتی ہیں۔

آپ خود بھی یہ اخبار پڑھیں اور دوسروں کو بھی مطالعہ کے لئے دیں۔ اس کی توسیع اشاعت آپ کا جماعتی فرض ہے۔

(مینجر)

اسلام کی روز افزوں ترقی کا آئینہ دار

ماہنامہ

تحریک جدید ربوہ

آپ خود بھی یہ ماہنامہ پڑھیں

اور

غیر از جماعت دوستوں کو پڑھائیں

چندہ سالانہ صرف دو روپے

(مینیجنگ ایڈیٹر)

الفردوس

انارکلی میں

لیڈیز کپڑے کے لئے

آپ کی اپنی

دکان ہے

الفردوس

۸۵- انارکلی لاہور

مفید اور مؤثر دوائیں

نور کا جل

ربوہ کا مشہور عالم تحفہ

آنکھوں کی صحت اور خوبصورتی کے لئے نہایت مفید

خارش، پانی بہنا، پھپھنی، ناخنہ، ضعف بصارت وغیرہ امراضِ چشم کے لئے نہایت ہی مفید ہے۔ متعدد جڑی بوٹیوں کا سیاہ رنگ جوہر ہے جو عرصہ ساٹھ سال سے استعمال میں ہے۔

خشک و تر فی شیشی سوا روپیہ

تریاقِ اٹھرا

اٹھرا کے علاج کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کی بہترین تجویز جو نہایت عمدہ اور اعلیٰ اجزاء کے ساتھ پیش کی جا رہی ہے۔

اٹھرا: بچوں کا مُردہ پیدا ہونا، پیدا ہونے کے بعد جلد فوت ہو جانا یا چھوٹی عمر میں فوت ہو جانا یا لاغر ہونا ان تمام امراض کا بہترین علاج ہے۔

قیمت پندرہ روپے

خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ
گول بازار ربوہ۔ فون نمبر ۳۸

(طابع و ناشر:- ابو العطاء جالندھری ؛ مطبع:- ضیاء الاسلام پریس ربوہ ؛ مقامِ اشاعت:- دفتر الفرقان ربوہ)

وصـــــــایا

نوٹ:- مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز اور صدر انجمن احمدیہ کی منظوری سے قبل صرف اسلئے شائع کی جارہی ہیں تاکہ اگر کسی کو ان وصایا میں سے کسی وصیت
کے متعلق کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ دن کے اندر اندر تحریری طور پر مع ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔ (۲) ان وصایا کو جو نمبر دیئے
جاتے ہیں وہ ہرگز وصیت نمبر نہیں ہیں بلکہ یہ مسل نمبر ہیں وصیت نمبر صدر انجمن احمدیہ کی منظوری حاصل ہونے پر دیئے جائیں گے۔ (۳) وصیت کنندگان، سیکرٹری صاحبان
وصایا اور سیکرٹری صاحبان مال اس بات کو نوٹ فرمالیں۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

مسل نمبر ۲۰۵۳۰ میں حافظ عبدالرشید ولد میاں مولا بخش صاحب قوم سندھو جٹ پیشہ معلم اصلاح وارشاد عمر ۰ سال پیدائشی احمدی ساکن چک نمبر T.D.A ۹۲
ضلع مظفر گڑھ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اس وقت
۶۰/- روپیہ ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی
اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میری
یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد حافظ عبدالرشید گورداسپوری ساکن چک نمبر T.D.A ۹۲ ضلع مظفر گڑھ۔ گواہ شد بشیر احمد شاہد مربی سرگودھا۔ گواہ شد بشیر احمد سیالی انسپکٹر اصلاح و ارشاد

مسل نمبر ۲۰۵۳۳ میں عبدالحمید خان ولد فیروز بخش صاحب قوم اچھوت پیشہ زمینداری عمر ۵۰ سال بیعت ۱۹۴۹ء ساکن چک نمبر ۹۷ ج۔ب ضلع جھنگ بقائمی ہوش و
حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ زرعی زمین تعدادی دو ایکڑ مالیتی ۴۰۰۰/- روپے میں اپنی مندرجہ
جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر اسکے بعد کوئی جائداد یا آمد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر
بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اسوقت مجھے مبلغ ۳۰۰/- روپے ماہوار آمد
ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد
عبدالحمید خان ساکن چک نمبر ۹۷ ج۔ب براستہ شورکوٹ روڈ ضلع جھنگ۔ گواہ شد عبدالوہاب خان ربوہ۔ گواہ شد منور احمد انور ربوہ۔

مسل نمبر ۲۰۵۶۹ میں ملک محمد الدین ولد ملک کرم الٰہی صاحب قوم ککے زئی پیشہ ریٹائرڈ سب انسپکٹر عمر ۷ سال بیعت ۱۹۲۶ء ساکن ساہیوال بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و
اکراہ آج بتاریخ ۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے (۱) زرعی اراضی اکیس ایکڑ تین کنال واقع چک نمبر ۲۲۵ E.B ضلع ساہیوال قیمتی اندازاً تیس ہزار روپے (۳۰,۰۰۰/-)
(۲) ایک مکان پختہ بعد دوکانات ساہیوال مالیتی بیس ہزار روپے (۳) ایک مکان واقع چک ۲۲۵ E.B ساہیوال مالیتی دو ہزار روپے (۲۰۰۰/-)۔ میرے ذمہ سوحت باون ہزار روپے (۵۲,۰۰۰/-) قرضہ
میں اپنی مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر اسکے بعد کوئی جائداد یا آمد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا
اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اسوقت مجھے مبلغ ۲۶۰/۵۶ روپے ماہوار آمد ہے
میں تازیست اپنی آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد محمد الدین بقلم خود مکان نمبر
رحمن چوک ساہیوال۔ گواہ شد محمد طفیل صدر مجلس موصیان لیکچرار گورنمنٹ کالج ساہیوال۔ گواہ شد لطیف احمد شاہد مربی سلسلہ عالیہ ساہیوال۔

مسل نمبر ۲۰۵۹۶ میں منیر احمد ولد کرم دین صاحب مرحوم قوم اعوان فوجی پنشنر عمر ۴۹ سال پیدائشی ساکن کلر کہار ضلع جہلم بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ
حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے (۱) زرعی زمین بارانی واقع چکوالی ۱۴ کنال بحساب ۲۵۰/- روپے فی کنال (۲) سکنی جائداد چکوال ضلع جہلم ۲ کنال بحساب /-
روپے فی کنال قیمت ۱۲۰۰۰/- روپے (۳) سکنی جائداد و مکانات کلر کہار ۲ کنال مع الگ مکان کل قیمت ۶۰۰۰/- روپے میں اپنی مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ
پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر اسکے بعد کوئی جائداد یا آمد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت
ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اسوقت مجھے مبلغ ۸۲/۲۷ روپے بطور پنشن ماہوار آمد ہے میں تازیست اپنی آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ
صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد منیر احمد بقلم خود۔ گواہ شد صفی الرحمٰن خورشید مربی سلسلہ احمدیہ۔ گواہ شد سلطان بخش صدر جماعت کلر

مسل ۲۰۵۹۷ میں عبدالستار ریڈر ولد بدرالدین صاحب ٹھیکیدار قوم عرب پیشہ آرہ مشین عمر ۳۲ سال پیدائشی احمدی ساکن ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲ فروری حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے (۱) زمین دس مرلہ مالیتی -/۲۰۰۰ روپے (۲) مکانیت ۴ کمرے مالیتی -/۲۰۰۰ روپے (۳) آرہ مشین بیکنڈ ہینڈ ۱/۲ حصہ مالیتی -/۲۰۰۰ روپے (۴) الیکٹرک موٹر پرانی خرید مع سوئچ سٹارٹر بیلٹ پلیاں وغیرہ مالیتی -/۲۱۰۰/۵۰ روپے میں اپنی مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر اسکے بعد کوئی جائداد یا آمد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اسوقت مجھے مبلغ -/۱۰۰ روپے ماہوار آمد ہے میں تا زیست اپنی آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان کرتا رہونگا میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد عبدالستار ریڈر دارالصدر غربی الف ربوہ۔ گواہ شد عبدالسلام مشیر ایم اے۔ گواہ شد عبدالغفار ریڈر ٹھیکیدار اسلام آباد۔

مسل ۲۰۵۹۸ میں خادم حسین ولد چوہدری سید محمد صاحب قوم ... پیشہ ڈرائیور تعلیم ... عمر ۲۱ سال بیعت ۱۳ جولائی ۱۹۴۹ء ساکن سرگودھا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵/۱۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے ۲۷ ایکڑ زرعی زمین کے ۱/۳ حصہ حصہ کا مالک ہوں یعنی ۹ ایکڑ کی کل قیمت -/۴۵۰۰۰ روپے میں اپنی مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر اسکے بعد کوئی جائداد یا آمد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اسوقت مجھے مبلغ -/۴۰ روپے بطور جیب خرچ ماہوار آمد ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد خادم حسین ڈرائیور برادرز ۳۲ گرین مارکیٹ سرگودھا۔ گواہ شد محمد الدین انور سیکرٹری تحریک جدید جماعت احمدیہ سرگودھا۔ گواہ شد عبدالغفار خان سیکرٹری مال جماعت احمدیہ سرگودھا۔

مسل ۲۰۶۰۰ میں محمد اشرف عارف ولد محمد عاقل بذر صاحب قوم کلیار پیشہ تعلیم عمر ۲۰ سال پیدائشی احمدی ساکن سرگودھا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۹/۱۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت -/۵۰ روپے ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد محمد اشرف عارف بقلم خود مکان نمبر ۱ بلاک نمبر A استقلال آباد سرگودھا۔ گواہ شد محمد الدین انور سیکرٹری تحریک جدید جماعت احمدیہ سرگودھا۔ گواہ شد عبدالغفار خان سیکرٹری مال جماعت احمدیہ سرگودھا۔

مسل ۲۰۶۰۲ میں اعجاز احمد ولد چوہدری رشید احمد صاحب قوم وڑائچ پیشہ تعلیم عمر ۲۰ سال پیدائشی احمدی ساکن سرگودھا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۰/۱۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت -/۱۵ روپے ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد اعجاز احمد بقلم خود مکان نمبر ۹۰/۴ سٹیلائٹ ٹاؤن سرگودھا۔ گواہ شد محمد الدین انور سیکرٹری تحریک جدید جماعت احمدیہ سرگودھا۔ گواہ شد عبدالغفار خان قائد مجلس خدام الاحمدیہ سرگودھا شہر موصی نمبر ۱۵۲۹۱

مسل ۲۰۶۰۳ میں عبدالحفیظ کھوکھر ولد عبدالرحیم صاحب کھوکھر پیشہ تبلیغ عمر ۲۹ سال پیدائشی احمدی ساکن ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۴/۱۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت -/۸۰ روپے ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد عبدالحفیظ کھوکھر معرفت عبدالسلام صاحب ٹیلر ماسٹر دارالرحمت شرقی ب ربوہ۔ گواہ شد عبدالمنان طاہر ابن عبدالسلام صاحب رحیم مجلس خدام الاحمدیہ دارالرحمت شرقی ب ربوہ۔ گواہ شد عبدالسلام ولد فضل کریم صاحب ماڈرن ٹیلر ز گولبازار ربوہ۔

مسل ۲۰۶۰۴ میں نعمت اللہ امینی ولد محمود احمد صاحب امینی قوم شیخ پیشہ تعلیم عمر ۱۶ سال ۲ ماہ پیدائشی احمدی ساکن گوجرانوالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۸/۱۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت -/۵ روپے ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت

بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد صفی اللہ امینی مکان ۳۳۳ آبادی حاکم رائے بورڈ ٹنگ گلی گوجرانوالہ شہر۔ گواہ شد محمود احمد امینی ولد صفی اللہ امینی شہر گوجرانوالہ۔ گواہ شد ڈاکٹر مختار احمد بنگوی شاہی چوک غلام محمد آباد لائل پور۔ وصیت ۱۰۶۲۔

مسل نمبر ۲۰۶۰۵ میں منیر احمد بسمل ولد احمد دین صاحب قوم چیمہ پیشہ تعلیم عمر ۲۰ سال پیدائشی احمدی ساکن ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱/۱۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت ۱۴۰ روپیہ ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد منیر احمد بسمل متعلم جامعہ احمدیہ ربوہ۔ گواہ شد سید محمود احمد ناصر ربوہ۔

مسل نمبر ۲۰۶۰۶ میں نعمت اللہ جاوید ولد غلام احمد صاحب نمبردار قوم راجپوت پیشہ زراعت عمر ۲۶ سال پیدائشی احمدی ساکن چک ۹۵ شمالی ضلع سرگودھا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۵/۱۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری کا موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ دو ایکڑ ۱۰ کنال اراضی مالیتی ایک ہزار روپیہ میں اپنی مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر اسکے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اسوقت مجھے ۵۰۰/- روپے سالانہ آمد ہے میں تا زیست اپنی آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد نعمت اللہ جاوید چک ۹۵ شمالی سرگودھا۔ گواہ شد محمد عقیل معلم وقف جدید۔ گواہ شد

مسل نمبر ۲۰۶۰۷ میں غلام احمد خادم ولد چوہدری نذیر احمد صاحب قوم چیمہ پیشہ تعلیم عمر ۲۴ سال پیدائشی احمدی ساکن ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۶/۱۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت ۱۵۰ روپیہ ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد غلام احمد خادم درجہ سادسہ متعلم جامعہ احمدیہ ربوہ۔ گواہ شد منیر احمد بسمل ولد چوہدری احمد الدین صاحب چیمہ متعلم جامعہ احمدیہ ربوہ۔ گواہ شد سید محمود احمد ناصر دارالصدر شرقی ربوہ۔

مسل نمبر ۲۰۶۰۸ میں ناصر احمد شمس ولد محمد سعید صاحب قوم راجپوت پیشہ واقف زندگی عمر ۲۲ سال پیدائشی احمدی ساکن ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۴/۱۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت ۱۴۰/- روپیہ ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد ناصر احمد شمس کارکن حدیقۃ المبشرین (دفتر پرائیویٹ سیکرٹری) ربوہ۔ گواہ شد ملک سیف الرحمن ربوہ۔ گواہ شد سید محمود احمد ناصر دارالصدر شرقی ربوہ۔

مسل نمبر ۲۰۶۰۹ میں عبدالوحید خالد ولد مولوی عبدالمجید صاحب قوم قریشی احمدی پیشہ ملازمت عمر ۲۱ سال پیدائشی احمدی ساکن کراچی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت ۱۰۱ روپیہ ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ منظوری سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد عبدالوحید خالد ۱۸۶۱ بیر کالونی مارٹن روڈ کراچی نمبر ۵۔ گواہ شد عبدالمجید وصیت نمبر ۲۶۹۷ ۱۸۶۱ بیر کالونی مارٹن روڈ کراچی۔ گواہ شد عبداللطیف وصیت نمبر ۱۹۱۹۷ ۱۸۶۱ بیر کالونی مارٹن روڈ کراچی نمبر ۵۔

مسل نمبر ۲۰۶۱۰ میں عبدالجمیل ولد مولوی عبدالمجید صاحب قریشی احمدی پیشہ ملازمت عمر ۲۴ سال پیدائشی احمدی ساکن کراچی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت ۲۰۰/- روپیہ ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی

وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ منظوری سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد عبد الجمیل ۱۸۶۱ ایرکالونی مارٹن روڈ کراچی۔ گواہ شد عبد المجید وصیت نمبر ۲۶۶۷ ۱۸۶۱ ایرکالونی مارٹن روڈ کراچی ۵۔ گواہ شد عبد اللطیف موصی نمبر ۱۶۱۹۶ ۱۸۶۱ ایرکالونی مارٹن روڈ کراچی ۵۔

مسل نمبر ۲۰۶۱۱ میں عبد الباسط ولد مولوی عبد المجید صاحب قوم قریشی احمدی پیشہ ملازمت عمر ۲۵ سال پیدائشی احمدی ساکن کراچی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت -/۲۵۰ روپیہ ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میری یہ وصیت تاریخ منظوری سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد عبد الباسط ۱۸۶۱ ایرکالونی مارٹن روڈ کراچی ۵۔ گواہ شد عبد المجید وصیت نمبر ۲۶۶۷ ۱۸۶۱ ایرکالونی مارٹن روڈ کراچی ۵۔ گواہ شد عبد اللطیف موصی نمبر ۱۶۱۹۶ ۱۸۶۱ ایرکالونی مارٹن روڈ کراچی ۵۔

مسل نمبر ۲۰۶۱۲ میں محمد داؤد ولد چوہدری محمد اسحق صاحب قوم ارائیں پیشہ ملازمت عمر ۲۴ سال پیدائشی احمدی ساکن کراچی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۰/۱/۶۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت -/۲۲۰ روپیہ ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد محمد داؤد معرفت عابد جنرل اینڈ پروویژن سٹور ۱۲۲۶/۱۵ دستگیر سوسائٹی کراچی نمبر ۳۸۔ گواہ شد محمود احمد قریشی ۱۲۶۱/۱۵ فیڈرل بی ایریا کراچی نمبر ۳۸۔ گواہ شد کوثر باجوہ ۶۲۴/۱۶ فیڈرل بی ایریا کراچی نمبر ۳۸۔

مسل نمبر ۲۰۶۱۳ میں محمد انور ولد چوہدری محمد اسمٰعیل صاحب قوم ارائیں پیشہ کاروبار عمر ۲۲ سال پیدائشی احمدی ساکن کراچی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۰/۱/۶۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت -/۱۵۰ روپیہ ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد محمد انور معرفت عادل پروویژن سٹور ۱۲۳۲/۱۵ فیڈرل بی ایریا کراچی نمبر ۳۸۔ گواہ شد شیخ شریف احمد نائب قائد مجلس خدام الاحمدیہ کراچی ۶۶۹/۹ دستگیر سوسائٹی فیڈرل بی ایریا کراچی نمبر ۳۸۔ گواہ شد شیخ منیر احمد کراچی نمبر ۳۸

مسل نمبر ۲۰۶۱۴ میں عبد الحمید ولد عبد الرشید صاحب قوم شیخ پیشہ تعلیم عمر ۱۹ سال پیدائشی احمدی ساکن کراچی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۶/۱/۶۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت -/۱۵ روپیہ ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد عبد الحمید B-۲۲/۱۳ فیڈرل بی ایریا کراچی نمبر ۳۸۔ گواہ شد شیخ شریف احمد نائب قائد مجلس خدام الاحمدیہ کراچی ۶۶۹/۹ فیڈرل بی ایریا دستگیر سوسائٹی کراچی نمبر ۳۸۔ گواہ شد منیر احمد R-۱۹/۱۴ نصیر آباد کراچی نمبر ۳۸۔

مسل نمبر ۲۰۶۱۵ میں شیخ منیر احمد ریاض ولد شیخ نثار احمد صاحب قوم شیخ پیشہ تعلیم عمر ۱۷ سال پیدائشی احمدی ساکن کراچی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵/۱/۶۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت -/۱۰ روپیہ ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد شیخ منیر احمد ریاض ولد شیخ نثار احمد صاحب ۶۶۹/۹ دستگیر سوسائٹی فیڈرل بی ایریا کراچی نمبر ۳۸۔ گواہ شد شیخ شریف احمد ولد شیخ نثار احمد صاحب ۶۶۹/۹ دستگیر سوسائٹی فیڈرل بی ایریا کراچی نمبر ۳۸۔ گواہ شد شیخ حبیب احمد عمر ۶۶۹/۹ دستگیر سوسائٹی فیڈرل بی ایریا کراچی نمبر ۳۸۔

شیزان
گھر بھر کی خوشی
اور صحت کا
ضامن ہے
Peach Jam
Plum Jam
شیزان
انٹرنیشنل لمیٹڈ
بند روڈ۔ لاہور

★ مکتبہ الفرقان کی نہایت مفید کتابیں ★

(۱) **تفہیمات ربانیہ:** جس میں مخالفین سلسلہ کے جملہ اعتراضات کے جوابات دیئے گئے ہیں۔ صرف چند نسخے باقی ہیں۔ قیمت تیرہ روپے

(۲) **تحریری مناظرہ:** عیسائی پادری عبدالحق صاحب اور سلسلہ احمدیہ کے مناظر کے درمیان الوہیت مسیح پر تحریری مناظرہ ہے جس میں دوسرے پرچہ کے بعد ہی پادری صاحب لاجواب ہو کر عاجز آگئے۔ قابل مطالعہ ہے۔ (قیمت ڈیڑھ روپیہ)

(۳) **بہائی شریعت پر تبصرہ:** بہائیوں کی اصل شریعت مع اردو ترجمہ و تبصرہ (قیمت ڈیڑھ روپیہ)

(۴) **کلمۃ الحق:** خلافت راشدہ پر تحریری مناظرہ جس میں اہلسنت والجماعت کی طرف سے حضرت حافظ روشن علی صاحبؓ مناظر تھے۔ (قیمت پچھتر پیسے)

(۵) **القول المبین فی تفسیر خاتم النبیین:** جناب مودودی صاحب کے رسالہ کا مکمل لاجواب جواب ہے۔ (حجم ۲۷۰ صفحات قیمت دو روپے)

(۶) **مباحثہ مصر** (انگریزی): عیسائی پادریوں سے احمدی مبلغ کا شاندار مناظرہ (قیمت ایک روپیہ پچیس پیسے)

(۷) **نبراس المومنین:** رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ۱۰۰ احادیث کا سلیس ترجمہ و تشریح۔ (قیمت صرف پچاس پیسے)

(۸) **کلمۃ الیقین:** ختم نبوت کی مختصر صحیح تشریح۔ (قیمت صرف بارہ پیسے)

(۹) **مباحثہ مصر:** اردو صرف سات نسخے باقی ہیں۔ قیمت پچھتر پیسے)

(۱۰) **ماہنامہ الفرقان کے سالانہ مجلد مکمل فائل ۱۹۶۴ء سے ۱۹۷۰ء تک**
(ہر سال کے علیحدہ علیحدہ) (قیمت ہر مجلد نو روپے)

نوٹ: محصول ڈاک خریدار کے ذمہ ہوتا ہے۔

مینجر مکتبہ الفرقان ربوہ

ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپا